عالمِ برزخ

یوسفی

از

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

ادارہ اسلامیات
پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز
لاہور - کراچی

عالم برزخ

مولانا عبدالماجد دریا آبادی کے ایک سوال کے جواب میں

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دارالعلوم دیوبند کی دلچسپ علم افزا تحریر

ناشر

ادارہ اسلامیات

پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان

www.idaraeislamiat.com, e-mail: idara.e.islamiat@gmail.com

پیش لفظ

وسط ۶۹ء میں حضرت مولانا عبدالماجد صاحب زید مجدہٗ دریابادی
کا والا نامہ حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم
دیوبند کے نام بایں مطلب موصول ہوا کہ "برزخ سے رابطہ قائم کرنے کا کوئی
طریقہ اگر آپ کے ذہن میں ہو یا بزرگوں سے سننے میں آیا ہو تو اس بارے
میں کچھ تحریر فرمایا جائے"
حضرت حکیم الاسلام مدظلہ نے جواباً ایک مختصر مضمون تحریر فرما کر بھیجدیا
اس کے بعد مولانا ممدوح کا والا نامہ موصول ہوا جس میں چند واقعات بھی
انتقال فرمانے والوں کے اور انہیں خوابوں میں دیکھنے کے تحریر فرمائے۔
مولانا دریابادی مدظلہ نے حضرت حکیم الاسلام دام مجدہٗ سے موضوع زیر
بحث پر تفصیلی مضمون کی حسن طلب کے ساتھ مضمون مختصر پر اپنے وقیع د
جامع تاثر کا اظہار ایک مختصر و بلیغ جملہ میں اس طرح فرمایا کہ:۔
"عالم برزخ سے رابطہ قائم کرنے کے بارے میں ارسال فرمودہ
مضمون کافی، وافی اور شافی ثابت ہوا۔ برزخی مقامات کے

بارے میں قاسمی ذہن و ذکاء سے لمبی تفصیلی مضمون کا آرزو مند ہوں"

اس پر حضرت مدظلہ نے یہ تفصیلی مضمون تحریر فرمایا جو حضرت مولانا دریابادی مدظلہ کے اپنے اخبار "صدقِ جدید" لکھنؤ میں بالاقساط شائع ہو چکا ہے۔ اس مقالے نے اہلِ علم سے سندِ قبول حاصل کی اور بذریعہ خطوط اسے کتابی صورت میں شائع کرنے پر اصرار کیا گیا۔ اس لیے اس مضمون کو جو درحقیقت حضرت مولانا عبدالماجد صاحب مدظلہ کے نام حضرت حکیم الاسلام مدظلہ کا ایک ناقابلِ فراموش علمی مکتوب ہے۔ اس کی علمی گہرائی اور اصلاحی گیرائی کے پیشِ نظر کتابی صورت دی جا رہی ہے جسے ملت پر وقت کی دو عہد آفریں علمی شخصیتوں کے احسان ناشی کے اعتراف اور تشکر و امتنان کی مخلصانہ تقدیم کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر دو بزرگوں کے علم و معرفت سے ملت کو تادیر بانصیب و مستفید فرماتا رہے "آمین"

(مولانا) محمد سالم قاسمی

استاذ دارالعلوم دیوبند

جوابی مکتوب :

حضرت المخدوم المعظم دامت معالیہم

سلام مسنون نیاز مقرون

مکرمت نامہ مورخہ ۱۵/ اپریل ۱۹۶۹ء باعث سرفرازی ہوا میں کل پرسوں ہی کیرالہ، مدراس اور بمبئی وغیرہ کے سفر سے واپس دیوبند پہنچا تو صحیفہ گرامی سے مشرف ہوا۔ اس ناکارہ اور دریوزہ گر اہل علم و فضل پر توجہات عالیہ کا مبذول ہونا اپنے لیے انتہائی سعادت ہے۔ اس توجہ فرمائی کو بجز حوصلہ افزائی اور کس عنوان سے تعبیر کروں؟ علم تو نہ کل تھا نہ آج ہے پھر بھی بزرگوں کا سوال فرمانا درپردہ تعلیم دینا ہے۔ حدیث جبریل میں سوالات جبریلی کو تعلیم دین ہی سے تعبیر فرمایا گیا ہے (اتاکم یعلمکم دینکم) اساتذہ اگر طلبہ سے سوال کرتے ہیں تو وہ جواب کا راستہ دکھلا کر انہیں تعلیم ہی دینا ہوتی ہے، عہد الست میں حق تعالیٰ نے بندوں سے الستُ کا سوال فرماکر درحقیقت عقیدہ ربوبیت کی تعلیم ہی دی تھی، استفہام اقراری ہو، یا انکاری، ظاہر میں سوال ہوتا ہے اور حقیقت میں تعلیم۔ یہی صورت آں محترم کے سوالات کی سمجھتا ہوں اور اس شفقت بزرگانہ کا دل سے مشرف اور ممنون ہوں کہ سوالات کے ذریعہ اس ناکارۂ علم کو علم کی طرف متوجہ فرمایا جا رہا ہے۔ حق تعالیٰ ایسے بزرگوں کا سایہ تادیر قائم رکھے اور ان سے مستفید ہوتے رہنے کے مواقع بیش از بیش عطا فرمائے۔

تمہید صورتِ مسئولہ میں جو خیالات ذیل میں عرض کیے ہیں وہ چند خیالاتِ پریشان ہیں جنہیں پیش کرتے ہوئے تو شرم آتی ہے مگر امر سے مجبور ہوں۔ خدا کرے کہ لائقِ التفات ثابت ہوں۔ اولاً ایک مختصر سی بات بطور تمہید عرض ہے۔

تین جہان اور ان سے نفسِ انسانی کا مختلف النوع تعلق انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ جسم اور روح۔ اس کا مجموعہ ہی نفسِ انسانی کہلاتا ہے۔ اس نفسِ انسانی کو طبعاً تین جہانوں سے گزرنا ہے، ایک دنیا جو دار العمل ہے۔ ایک آخرت جو دار القرار ہے اور ایک برزخ جو دار الانتظار ہے ان تینوں جہانوں کے احکام اور ان کی نوعیت الگ الگ ہے۔

عالمِ دنیا، عالمِ برزخ اور عالمِ آخرت سے تعلق کی نوعیت دنیا میں جسم اور جسمانی زندگی اصل ہے روح اس کے تابع ہو کر اس کے اثرات قبول کرتی ہے۔

برزخ میں روح اور روحانی زندگی اصل ہے جسم اس کے تابع ہو کر اس کی نعمت و مصیبت کے اثرات قبول کرتا ہے خواہ وہ اپنی ہیئت پر ہو یا بکھر جائے۔

اور آخرت روح و جسم کا مکمل امتزاج ہے جس میں ہر ایک اپنے اپنے تاثر میں مستقل ہے اور ہر ایک کا اپنا اپنا ادراک اور اپنا اپنا انتفاع ہے۔

برزخ چونکہ دنیا اور آخرت کے بیچ میں ہے اس لیے اس کا ان دونوں جہانوں سے تعلق ہے، آدمی جیسے برزخ میں رہتے ہوئے آخرت کی نعیم و جحیم کا

مشاہدہ کرتا ہے، رُوحانی طور پر ان سے متلذذ یا متالم ہوتا ہے اور مدبرات آخرت کی زیارت سے بھی مشرف ہوتا ہے، ایسے ہی برزخ میں رہتے ہوئے دنیا کی معلومات سے بھی حسب حیثیت و مرتبہ مستفید ہوتا ہے، دنیا والوں کے اعمالِ خیر یعنی دعا، ایصال ثواب، افاضۂ باطنی اس تک پہنچتے ہیں حتیٰ کہ وہ اہلِ دنیا کی زیارت سے بھی منتفع ہوتا ہے پھر خود بھی اپنی اسی قسم کے تصرفات دعا، اور ہمت باطن سے افاضہ انوار و کیفیات حتیٰ کہ اپنی ملاقات و زیارت کا بھی اُنہیں موقع دیتا ہے جس کے لیے نصوص شرعیہ موجود ہیں۔

برزخ کا عالم دنیا سے قریبی تعلق

لیکن غور کیا جائے تو برزخ کا تعلق کا تعلق بہ نسبت آخرت کے دنیا سے زیادہ ہے، کیونکہ انسانی نفس کا ایک مستقل جزو (روح) جیسے عالم برزخ میں ہے ویسے ہی اس کا دوسرا مستقل جزو (بدن) دنیا کے عالم میں موجود رہتا ہے۔ خواہ بہیئت بدن ہو یا بہیئت ذرات لیکن آخرت میں قبل از قیامت انسانی نفس کا کوئی جزو بھی مستقلاً قائم اور مستقر نہیں چہ جائیکہ خود نفس قائم ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ وقتاً فوقتاً اسے عالم آخرت کے اہم مقامات اور عجائبات کی سیر کرا دی جائے یا مشاہدہ ہو جائے اور وہ رُوحانی طور پر ان کی نعمتوں اور کلفتوں سے متلذذ اور متالم بھی ہو لیکن قیامت سے پہلے آخرت چونکہ انسان کا مستقر نہیں اور اس کا کوئی جز تک بھی وہاں جنت یا نار میں ٹھہرا ہوا نہیں کہ اس کے ہی حیلہ سے انسان کو وہاں اقامت گزیں اور قیام پذیر کہہ دیا جائے۔ اس لیے اس کے تعلق کی نوعیت بھی صرف ایک مشاہداتی یا جزوی طور پر انتفاعی رابطہ کی ہے، بخلاف دنیا کے کہ اس میں اس کا ½ حصہ

بدن) مقیم ہے خواہ اپنی ہیئت پر یا بصورتِ ذرات۔

اہل برزخ کی دنیا سے اور اہل دنیا کی برزخ سے دلچسپی کی لطیف علمی توجیہہ

اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ برزخ کو جتنا تعلق دنیا سے ہے اتنا آخرت سے نہیں، اس کا قدرتی تقاضا ہے کہ برزخی اہل دنیا سے اور اہل دنیا برزخی افراد سے ملنے، زیارت کرنے اور ان کے احوال و مقامات جاننے کے خواہشمند ہوں، یہی وجہ ہے کہ قبر میں سوال وجواب کے بعد کامیاب میت کی پہلی خواہش یہی ہوتی ہے کہ مجھے اجازت دے دو کہ میں اپنے اعزہ و اقارب کو تسلی دے آؤں کہ میں بہت اچھی حالت میں ہوں۔ بالفاظِ دیگر میں اپنے احوال و مقامات ان تک پہنچا دوں، یا جیسے نص قرآنی شہداء حق تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے ان اعلیٰ مقامات کی خبر ہمارے دنیوی بھائیوں تک پہنچا دی جائے تاکہ وہ بھی جہاد فی سبیل اللہ کی طرف راغب ہو جائیں، اسی طرح برزخ والے دنیا والوں کے احوال بھی معلوم کرنے کے خواہشمند رہتے ہیں جیسے بنص حدیث نبویؐ مرنے کے بعد روح کے عالمِ برزخ میں پہنچتے ہی میت کے اعزہ و احباب اس کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں اور اپنے اپنے عزیزوں کے حالات بے تابی سے دریافت کرتے ہیں حتی کہ ملائکہ کو یہ کہہ کر انہیں روکنا پڑتا ہے کہ اسے دم تو لینے دو، یہ موت کی شدتوں سے چور چور ہو کر آ رہا ہے۔

بہرحال جانبین سے ایک دوسرے کے احوال و مقامات پر مطلع ہونے کی یہ خواہش اسی بنا پر ہے کہ برزخ کا دنیا سے اور دنیا کا برزخ سے بہت

قریب کا رشتہ ہے کہ ہر ایک کا ایک نصف حصہ دنیا میں ہے اور ایک نصف حصہ برزخ میں۔

اہلِ برزخ اور اہلِ دنیا کے درمیان باہم واقفیت احوال کے پانچ طریقے!

حق تعالیٰ کی بالغ حکمت نے جب ان دونوں جہانوں میں اس تقسیم اجزا کی وجہ سے یہ خواہش فطرتوں میں ڈال دی ہے تو اسی کی فیاض قدرت کا یہ بھی تقاضا تھا کہ وہ اس خواہش کی تسکین کا سامان بھی پیدا فرمائے اور ایسے وسائل و ذرائع پیدا فرمادے کہ برزخ والے دنیوی مقامات واحوال سے اور دنیا والے برزخی مقامات واحوال سے خود بلا واسطہ بھی باخبر ہوتے رہیں اور ان مقامات کی معرفت حاصل کرتے رہیں۔

یہ وسائل وطرق کیا ہیں؟

سو کتاب وسنت کی روشنی میں جہاں تک اپنے نارسا ذہن کی رسائی ہوئی، پانچ طریقے سامنے آئے جن سے براہِ راست برزخی مقامات و احوال کا فی الجملہ علم ہوسکتا ہے۔

پانچوں طریقوں کا اجمالی تعارف!

ایک عینی مشاہدہ۔ دوسرے مخبر صادق کی خبر، تیسرے صاحبِ واقعہ کی اطلاع دہی، چوتھے انکشافِ قلبی پانچویں قیاس واستنباط۔

پانچوں طریقوں کے فنی اور اصطلاحی عنوانات

انہی پانچ مقامات کو اگر قدرے ترتیب بدل کر اور اصطلاحی لفظوں میں لاتے ہوئے حجتوں کے انداز سے بطور فنی ترتیب کے ادا کیا جائے تو ذیل کے عنوانات سے

ادا کر سکیں گے۔

پہلا استدلال شرعی، دوسرا کشف باطنی، تیسرا رؤیائے صادقہ، چوتھا عبرت و اعتبار، پانچواں عیان و مشاہدہ۔

پہلا مقام علماء کا ہے۔ دوسرا عرفاء کا ہے تیسرا صلحاء کا ہے، چوتھا عقلاء کا ہے اور پانچواں ہر کس و ناکس کا ہے۔

پھر ان مقامات کی نوعیت یہ ہے کہ پہلا مقام اختیاری اور یقینی ہے دوسرا اکتسابی ظنی ہے، تیسرا غیر اختیاری مگر ظنی ہے، چوتھا اختیاری ظنی ہے اور پانچواں کلیۃً غیر اختیاری مگر یقینی ہے جو محض موہبت من اللہ ہے، ان پانچوں طریقوں سے لوگوں نے برزخی مقامات تک علمی اور عرفانی رسائی حاصل کی ہے۔

طریق اول استدلال شرعی کی روحانی تفصیل و تقسیم

(۱) اولین مرتبہ استدلال شرعی کا ہے کہ اللہ و رسولؐ برزخ کے بارے میں خود خبر دیں اور امت اس سے استدلال کر کے اس پر ایمان لائے۔

استدلال کا شخصیاتی درجہ

(الف) استدلال شرعی کے درجہ میں ایک درجہ شخصیاتی ہے کہ کسی شخص معین کا نام لے کر اللہ و رسولؐ اسے جنت یا تمام یا برزخ میں عالی مقام ظاہر فرمائیں تو ظاہر ہے کہ یہ معرفت یقینی اور واجب الاعتقاد ہوگی۔

شخصیاتی استدلال کی مثالی توضیح۔

جیسے ایک بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف صدیق اکبرؓ اور بائیں طرف فاروق اعظمؓ تھے

اور ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈالے ہوئے نکلے اور حضور نے فرمایا:
"ھکذا نبعث" اسی طرح ہم گلے میں باہیں ڈالے ہوئے قبروں سے اٹھیں گے جس سے مقاماتِ برزخ پر روشنی پڑتی ہے۔

یا جیسے حضرتِ بلال عین نزع کے وقت بے حد خوش و خرم نظر آتے تھے، چہرہ انتہائی بشاش اور امنگوں سے سرشار ہو رہا تھا، اسی حالت میں شوق و خوشی سے لبریز آواز میں فرمایا "غداً ألقی محمداً واصحابہ" (کل کو انشاء اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ سے ملاقات ہوگی) یہ درحقیقت اپنا برزخی مقام ظاہر کرنا تھا کہ وہ معیت نبویؐ میں ہوگا اور ظاہر ہے کہ یہ فرمانا قیاس و تخمین سے ممکن نہ تھا بلکہ قوتِ یقین اور جوشِ ایمان سے تھا جو بلاشبہ امر تعبدی ہے، عقلی اور قیاسی نہیں اس لیے حدیث مرفوع کے حکم میں ہوگا اور یہی کہا جائے گا کہ اس برزخی مقام کی حضور ہی نے انہیں اطلاع دی ہوگی جس پر انہیں اس درجہ کامل وثوق اور تیقن تھا اور یقین بھی محض عقلی نہیں بلکہ یقین حالی تھا۔ اس لیے اس اطلاع کو استدلال شرعی کے دائرہ میں شخصیاتی مقام کہا جائے گا جس سے ہمیں ایک برزخی مقام کی معرفت حاصل ہوئی۔

استدلالِ شرعی کا طبقاتی درجہ۔

(ب) شرعی استدلال کا دوسرا درجہ طبقاتی ہے کہ اللہ و رسول کسی خاص طبقہ کے برزخی مقام کو ظاہر فرمائیں جس میں اشخاص و افراد کا تذکرہ نہ ہو بلکہ ایک طبقہ اور صنف کا ذکر ہو۔

طبقاتی استدلال کی مثالی توضیح۔

جیسے قرآن کریم میں شہداء کا مقام بیان فرمایا گیا کہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس سے رزق پاتے ہیں اور نصِ حدیث انہیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں بٹھا دیے جائیں گے جن میں وہ اڑ اڑ کر جنتوں میں سیر کریں گے اور انہیں اس کے پھلوں، باغوں اور نہروں سے منتفع ہونے کی آزادی ہوگی لیکن جنت اس وقت ان کا قرار نہ ہوگی بلکہ ان کا قرار ی مقام وہ سونے اور جواہرات کی قندیلیں ہوں گی جو عرش میں آویزاں ہوں گی اور یہ ارواح طیبہ اپنے ان برزخی اجسام کے ساتھ ان میں بسیرا کریں گی۔

مزید اکرام و تنشیط کے لیے ان سے بار بار پوچھا جاتا ہے کہ کچھ اور چاہتے ہو؟ وغیرہ۔ اس سے ایک خاص طبقہ کا برزخی مقام مشخص ہوا، اس لیے جو بھی شہادت کے مرتبہ کو پہنچے گا اس کے لیے اسی مقام کی شہادت دی جائے گی۔

استدلال شرعی کا کلیاتی درجہ

استدلال شرعی کا تیسرا مقام کلیاتی ہے جس میں برزخی مقام معلوم کرنے کا محض اصولی معیار ذکر کر دیا گیا ہو یعنی اشخاص یا طبقات کا کوئی ذکر نہیں بلکہ صرف ایک کسوٹی دے دی گئی ہے کہ ہر شخص کو اس پر پرکھ کر دیکھ لیا جائے تو اپنا اور غیر کا برزخی مقام معلوم ہو سکے گا۔ حدیثِ نبویؐ میں اصول ارشاد فرمایا گیا کہ:

تحشرون کما تموتون و تموتون کما تحیون۔

تمہارا حشر اس حالت پر ہوگا جس پر موت آئی تھی اور موت اسی

حالت پر آئے گی جس پر زندگی گزاری ہے۔

اس کلیہ میں ہر شخص کے محشر کا مقام پہچاننے کی کسوٹی تو حالت موت کو بنایا گیا ہے اور برزخی مقام پہچاننے کے لیے (جو موت سے شروع ہو کر یوم محشر پر ختم ہوتا ہے) دنیا کی عملی زندگی کو معیار تعارف فرمایا گیا ہے، پس اخروی مقام کے لیے ذریعہ تعارف برزخ ہے اور برزخی مقام کے تعارف کے لیے ذریعہ تعارف دنیوی زندگی کی رفتار ہے جو اصولاً ہر انسان کے سامنے اپنی یا اپنے متعارف انسانوں کی کسی نہ کسی حد تک مستحضر رہتی ہے۔ اس سے برزخی مقام کے پہچاننے کا ایک اصولی اور کلیاتی طریقہ معلوم ہوا جس سے انسانوں کے اعمال اور زندگی دیکھ کر فی الجملہ ان کے برزخی مقام کو پہچانا جا سکتا ہے۔

کلیاتی استدلال کی مثالی توضیح! یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کیسے معلوم کریں کہ اللہ کے یہاں ہمارا کیا مقام اور کیا رتبہ ہے؟ فرمایا اپنے عمل کو دیکھ لو، یعنی عمل کی نوعیت سے قرب اور تقرب الٰہی کی نوعیت معلوم کر۔ پھر اس تعارفی طریقہ کو اور ذرا وسیع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارے پڑوسی تمہارے حق میں نیک گواہی دیں، تو سمجھ لو کہ تم عند اللہ بھی اچھے ہو پھر اس معیاری دائرہ کو ذرا اور زیادہ وسیع کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ تم زمین پر خدا کے سرکاری گواہ ہو جس کے حق میں جیسی گواہی دیدو گے وہ اللہ کے نزدیک بھی ویسا ہی مانا جائے

گا۔ خواہ وہ دنیا میں ہو یا برزخ اور آخرت میں چنانچہ دنیا میں ایک جنازہ گزرنے پر حضور نے فرمایا کہ جنت واجب ہو گئی اور علت وجوب یہ فرمائی کہ لوگ اس کے بارہ میں کلمۂ خیر کہہ رہے تھے کہ یہ اچھا آدمی تھا لہٰذا جنتی ہو گیا۔ اور ایک دوسرا جنازہ گزرنے پر فرمایا کہ جہنم واجب ہو گئی کیونکہ لوگ اس کے حق میں کہتے جارہے تھے کہ بہت برا آدمی تھا خس کم جہاں پاک۔

اسی طرح آخرت میں بھی بحق اقوام اس امت کی شہادت معتبر ہو گی اور امت پر رسول شاہد ہوں گے جیسے قوم نوح کا فیصلہ اسی امت کی شہادت پر کیا جائے گا۔

ہر سہ استدلالِ شرعی کے اجمال و تفصیل سے برزخی مقامات کا اندازہ

بہرحال استدلالِ شرعی کا ایک مقام شخصیاتی ہے، ایک طبقاتی ہے اور ایک کلیاتی، جس سے ہر انسان کے برزخی مقام کا فی الجملہ اندازہ ہو سکتا ہے۔

پھر ان تینوں مقاموں میں اجمال و تفصیل کا فرق بھی ہے، مثلاً شخصی طور پر کسی کے لیے یا مقام کی تفصیلات ارشاد فرمائی گئیں ہوں یا اسے درجۂ اجمال میں ذکر کیا گیا ہو، اسی طرح طبقاتی اور کلیاتی اطلاعات میں بھی اجمال و تفصیل کا فرق ہے کہ کس کے لیے ایک ایک عمل کو تشخص کے ساتھ یا نوعی طور پر الگ الگ گنا کر اس کا برزخی ثمرہ تفصیل سے ظاہر کیا جائے تو وہ اس عمل کنندہ کا تفصیلی برزخی مقام ہو گا۔

شہداء کے برزخی مقام کا اجمالی اور تفصیلی نصوص سے تعین۔

جیسے شہداء کے مقام کو قرآن کریم نے تو اجمالاً ذکر فرمایا کہ وہ برزخ میں زندہ ہیں۔ رزق پاتے خوش بخوش ہیں، بشارتیں اور خوش خبریاں پاتے رہتے ہیں، نہ ان پہ غم ہے نہ خوف اور حدیث نبویؐ نے اسی مقام کی جزوی تفصیلات بھی بیان فرمائیں کہ ان کے بسیرے کی جگہ سونے اور زبرجد کے قندیل ہوں گے جو عرش میں آویزاں ہیں، وہ سبز پرندوں کے خول میں اڑتے اور جنتوں میں سیر کرتے پھریں گے اور وہاں کے باغوں اور نہروں سے سیراب ہوکر سرسبز و شاداب ہوتے رہیں گے۔ انہیں نشاط میں لانے کے لیے حق تعالیٰ کی طرف سے سوال و جواب کا سلسلہ بھی جاری رہے گا کہ ما تریدون؟ اور کیا چاہتے ہو؟ یا علی ماتشاؤن مجھ سے مانگو تمہاری خواہش کا پورا کرنا ہے وغیرہ۔ بعض احادیث میں غیر شہداء کے لیے بھی اتنا ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ان کی ارواح پرندوں کی طرح جنتوں میں اڑتی پھریں گی، اور وہاں کی نعمتوں سے منتفع ہونگی، اور پھر اپنے مقام پہ آجائیں گی، گویا شہداء کو تو بدن بھی اس عالم کا دیا جائے گا جو پرندوں کی شکل میں ہوگا اور عامۂ مومنین کی ارواح کو یہ بدن نہیں دیا جائے گا بلکہ پرندوں سے تشبیہ دے کر فرمایا گیا کہ ان کی روحیں، بلابدن کے اڑتی پھریں گی جنہیں یقیناً شہداء سے کم درجہ کا حظ و لذت حاصل ہوگی۔

ان نصوص سے برزخ کے دو مقام نوعی طور پر معلوم ہوئے جن کی تفصیل اسی دنیوی زندگی کے عمل کی تفصیل کا ثمرہ ہے جیسے انہی شہداء کے بارہ میں عمل کی ایک

ظاہر صورت سے برزخ کے ایک خاص مقام کی طرف اشارہ فرمایا گیا کہ

کفی ببارقۃ السیوف علی رأسہ فتنۃ

(شہید کے) سر پر چہار طرف (میدانِ جنگ میں) تلواروں کی چمک کا فتنہ اور ڈر فتنہ برزخ کا بدل ہے جو برزخ میں بچاؤ کے لئے کافی ہے اور ان کے لئے اس کے بعد برزخ میں کوئی ڈر اور فتنہ نہیں۔

اعمال صالحہ کے ذریعہ برزخی مقامات کا تعین اور ان کا نوعیاتی فرق

بہر حال یہ شہداء کا برزخی مقام ہے جو اشخاص سے الگ ہو کر طبقہ کا بتلایا گیا ہے جس کا معیار دنیا کی عملی زندگی ہے جس درجہ کی شہادت ہوگی اسی درجہ کا اور اسی نوعیت کا برزخی مقام ہوگا اور اس کا معیار دنیا کی زندگی کا عمل ظاہر فرمایا گیا،

یا اسی طرح نوعی طور پر برزخ میں بعض عاصیوں کی مثالیں حضورؐ کو دکھلائی گئیں جنہیں ان کے عصیانی عمل کے مناسب برزخ میں عذاب کا مقام دیا گیا یا عذاب سے نجات دکھلائی گئی تو نجات دہندہ عمل کی نشاندہی فرمائی گئی۔

زنا کا برزخی مقام

جیسے حدیث میں ہے کہ آپؐ نے ایک میت کو برزخ میں دیکھا کہ ملائکہ عذاب نے اسے چہار طرف سے گھیر کر دحشت میں ڈال رکھا ہے تو نماز آئی اور اسے ان کے ہاتھوں سے چھڑا لے گئی۔

وضو کا برزخی مقام

یا فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو (برزخ میں) دیکھا کہ اس

کی زبان پیاس کی شدت سے باہر نکلی ہوئی ہے اور جب پانی کے قریب جاتا ہے اسے وہاں سے دھکیل دیا جاتا ہے تو رمضان کے روزے آئے اور اسے سیراب کر گئے۔

غسل جنابت کا برزخی مقام | یا آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ برزخ میں انبیاء علیہم السلام کے حلقے ہیں اور ایک شخص کو دیکھا کہ جب وہ کسی حلقہ میں جانا چاہتا ہے تو اسے دھکے دیئے جاتے ہیں تو غسل جنابت کا عمل آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے میرے حلقے میں میرے پہلو میں بٹھا دیا گیا۔

حج کا برزخی مقام | یا فرمایا کہ میں نے برزخ میں دیکھا کہ ایک شخص کے چہار طرف اور اوپر نیچے ظلمت ہی ظلمت چھائی ہوئی ہے اور اسے کوئی راہِ مفر نہیں ملتی جس سے وہ حیرت اور غم میں مبتلا ہے کہ اچانک اس کا حج اور عمرہ آیا اور اسے ظلمتوں کے پردوں سے نکال کر نور کے میدان میں پہنچا گیا۔

صدقات کا برزخی مقام | یا فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ میری امت میں سے ایک شخص کی آگ کی لپٹیں بڑھ رہی ہیں اور وہ ہاتھوں سے اپنے منہ کو بچانا چاہتا ہے (مگر بچا نہیں پاتا) کہ اس کے صدقات آئے اور اس کے اور آگ کے درمیان حجاب بن گئے۔

اچھے اخلاق کا برزخی مقام | یا فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو (برزخ میں) دیکھا کہ وہ گھٹنوں کے بل ہے۔ ٹانگیں رہ گئیں ہیں اور وہ چل پھر نہیں سکتا۔ ساتھ ہی اس کے اور اللہ کے درمیان حجاب بھی حائل ہے (کہ گھٹنوں کے بل سرکے بھی تو جانے کیسے) تو اس کا خلقِ حسن آیا اور اسے بارگاہِ حق میں داخل کر دیا۔

منصوص عبادات کا برزخ میں ہمہ جہتی دفاعی مقام۔ یا جیسے حدیث میں ہے کہ قبر میں دائیں طرف سے عذاب بڑھتا ہے تو نماز روکنے کے لیے کھڑی ہو جاتی ہے کیونکہ اُسے "الصلوٰۃ برھان" انسان کی دستاویز فرمایا گیا ہے اور دستاویز ہی حجت کو عدالت میں ادب سے دائیں ہاتھ ہی سے پیش کیا کرتے ہیں۔

بائیں طرف سے عذاب بڑھتا ہے تو روزے روکنے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں کیونکہ "الصوم جنۃ" روزہ کو ڈھال فرمایا گیا ہے اور حملہ روکتے وقت ڈھال بائیں ہاتھ ہی میں رہتی ہے۔

سر کی طرف سے عذاب بڑھتا ہے تو قرآن کی آیتیں جو دماغ میں محفوظ ہیں روکنے کے لیے کھڑی ہو جاتی ہیں کیونکہ قرآن فرمانِ سلطانی ہے اور مراحم خسروانہ طلب کرتے ہوئے سفارش میں شاہی فرمان کو سر پہ رکھ کر پیش کیا جاتا ہے کہ میں پشتینی وفادارِ حکومت ہوں میرے یہاں شاہی فرامین آتے تھے، اس لیے مجھے اس عذاب سے نجات دی جائے۔

پیروں کی طرف سے عذاب بڑھتا ہے تو زکوٰۃ وصدقات روکنے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ مالیات انسان کی پامُزد یعنی چلت پھرت کی کمائی ہے اس لیے اسے پیروں ہی کی طرف سے عذاب کی مدافعت کرنی چاہیئے تھی۔

مبطون کا برزخی مقام یا جیسے حدیث میں ہے کہ مبطون (پیٹ کا مریض جیسے دست اور سہیپ وغیرہ) شہادت کی موت مرتا ہے تو فتنۂ قبر سے محفوظ

رہتا ہے اور اسے سبع تمام جنتوں سے رزق پہنچایا جاتا ہے کہ یہ بھی ایک برزخی مقام ہے۔

یا جیسے یوم جمعہ میں مرنے والے کو فتنۂ قبر سے محفوظ فرمایا گیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ، سب برزخی مقامات ہیں جنہیں نوعی طور پر احادیث میں ارشاد فرمایا گیا، اور معیار عمل کو قرار دیا گیا ہے اس لیے کسی کا عمل دیکھ کر ہم اس کے مقام برزخی پر استدلال کر سکتے ہیں اور اسے پہچان سکتے ہیں۔

برے اعمال کے ذریعہ برزخی مقامات کی تعیین

اسی طرح برے اعمال کے بارہ میں ارشادِ نبوی ہے کہ:۔

استنزھوا من البول	پیشاب کی چھینٹوں سے بچو، کہ
فان عامۃ عذاب القبر	عامۃً عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے۔
منہ	

جس سے برزخ کے ایک عذابی مقام کا علم ہوا، جس کا ذریعہ بے احتیاطی سے پیشاب کی چھینٹوں سے آلودہ ہونا ہے۔

ترکِ طہارت اور چغلخوری کا برزخی مقام

یا ارشادِ نبوی ہے کہ آپ کا گذر دو قبروں پر ہوا اور فرمایا کہ:۔

انہما یعذبان وما	ان دونوں قبر والوں کو عذاب دیا
یعذبان فی کبیر احدھما	جا رہا ہے اور کسی بڑی بات
یمشی بالنمیمۃ بین الناس	نہیں، معمولی بے احتیاطی سے،
ویترک الاخر الاستبراء	ایک چغلخوری کیا کرتا تھا اور ایک

من البول۔ پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا

جس سے واضح ہے کہ ترک طہارت اور انسانوں میں عداوت پیدا کرانے کا ارتکاب بھی برزخ میں عذابی مقام بنانے کا سبب بنتا ہے۔

غیبت کا برزخی مقام

دوسری روایت میں دوسرے کے بارہ میں ہے کہ:-

اما احدھما فکان یاکل لحم الناس — ایک ان میں کا آدمیوں کا گوشت کھایا کرتا تھا (یعنی غیبت کیا کرتا تھا۔)

جس سے غیبت بھی عذابی مقام بنانے میں مؤثر ثابت ہوئی۔

بلا طہارت نماز کا برزخی مقام

یا جیسے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ فلاں شخص نے بلا طہارت نماز پڑھ لی تھی تو اسے قبر میں ایک کوڑا مارا گیا جس کی ضرب سے اس کی قبر میں پانی اور تیل بہہ پڑا اور قبر اس سے بھر گئی، تھوڑی دیر میں اصل حالت لوٹی تو پھر دوسرا کوڑا مارا گیا اور پھر وہی کیفیت ہو گئی اسی طرح تین بار ہوا۔ معلوم ہوا کہ ترک طہارت اور صلوٰۃ بے طہارت سے بھی برزخ کا ایک برا ٹھکانہ قائم ہوتا ہے۔

زنا کا برزخی مقام

یا زانیوں اور زانیات کے بارے میں فرمایا گیا کہ ان کا ٹھکانہ ایک آتشین تنور کی صورت میں ہوگا جس کا منہ اوپر سے تنگ اور چھوٹا ہوگا اور نیچے سے چوڑا اور فراخ ہوگا اور جب آگ بھڑک کر اوپر کو اٹھے گی تو اس کے ساتھ یہ سب زانی و زانیات بھی جو برہنہ ہیں

آگ میں ہوں گے اوپر کو اٹھتے چلے جائیں گے مگر تنور کا دہانہ تنگ ہونے کی وجہ سے پھر نیچے جا پڑیں گے، اس لیے زنا بھی برزخ کا ایک خاص ٹھکانہ بنانے کا ذریعہ ثابت ہوا۔

اسی طرح جبار، متکبر اور آنکھ مارنے والے تمسخر شعار لوگوں کے لیے مختلف الالوان عذابات ذکر کیے گئے ہیں جو ان بُرے عملوں سے بنتے ہیں۔

استدلال شرعی کے ذریعہ مختلف اعمال کو دیکھ کر اپنے برزخی مقام کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

اسی لیے دنیا میں ان اعمال کو دیکھ کر برزخ کے ٹھکانے کی نوعیت پر استدلال کیا جا سکتا ہے اور ہر ایک کو اپنی عملی زندگی سامنے رکھ کر اپنا ٹھکانہ اس دنیا ہی میں معلوم ہو سکتا ہے۔ بہر حال استدلال شرعی اجمالی ہو یا تفصیلی اس سے مقامات برزخ اجمالاً اور تفصیلاً معلوم ہو جاتے ہیں اور آدمی کے لیے موقعہ ہوتا ہے کہ توبہ و استغفار کے ذریعہ ان بُرے مقامات سے خلاصی حاصل کر لے اور آئندہ کے لیے ان برائیوں سے بچ جائے اور انہیں چھوڑ دے۔ اسی لیے یہ مقامات بیان فرمائے گئے ہیں کہ عبرت و موعظت کا ذریعہ بن سکیں اس لیے اچھے اور بُرے ٹھکانے اور ان کے اسباب و موجبات (اچھے بُرے اعمال) دونوں پیش کر دیئے گئے تاکہ برزخ کے دونوں قسم کے ٹھکانے اور مقامات معیار عمل سے سامنے آجائیں اور دونوں ہی قسم کے ان کے اچھے بُرے اسباب یعنی اعمال بھی نمایاں ہو جائیں۔

برزخی مقامات اچھے یا برے اعمال ہی سے بنتے ہیں۔

بہر حال ان احادیث سے واضح ہے کہ قبر یا برزخ ایک عظیم عالم ہے اور اس میں بے شمار برزخی مقامات ہیں جو دنیوی اعمال سے بنتے ہیں بسلسلہ عذاب جیسے ہمہ جہتی ظلمت ہمہ نوع بے کسی اور وحشت و غربت یا قبر کا مشتعل اور گرم ہو جانا، یا خود میت کے نفس کا گرم اور آتشیں ہو جانا، گھٹنوں کے بل گرا رہنا یا پیاس کے عذاب اور پانی سے محرومی کی بلا میں گرفتار ہو جانا، سانپ بچھو کا قبر میں نمودار ہو جانا، گرم تیل اور پانی سے قبر کا لبریز ہو جانا وغیرہ مختلف عمل اسباب کی بنا پر نمایاں ہوتا ہے جیسا کہ اس کے بالمقابل قبر میں باغ و بہار اور تخت و تاج کا نمایاں ہونا، خوشبوؤں اور ہمہ جہتی نورانیت اور وسعت میدان سے سرشار اور مگن ہونا، سونے اور یاقوت کے قبوں اور خلات میں رہنا، قنادیل عرش میں بسیرا کرنا، ملائکہ کی بشارتیں ہر وقت سنتے رہنا وغیرہ وغیرہ نعمتوں کے مقامات ہیں مگر وہ بنتے عمل ہی سے ہیں اور اس کے ذرائع واسباب بھی مختلف اعمال ہیں۔

استدلال شرعی کے ذریعہ برزخی مقامات کا اجمالی اور تفصیلی جائزہ لیا جا سکتا ہے

پھر بعض اعمال ان عذابوں کو بدل کر مبدل بہ نعمت کر دیتے ہیں یا کم سے کم عذاب سے بچا لیتے ہیں جس سے برزخ کے تفصیلی مقامات کا اندازہ لگا لینا مشکل نہیں، کیونکہ ان مقامات کے معمار ہم خود اور ہمارے اعمال ہیں جو ہر وقت سامنے ہیں، اب اگر اپنے جامع عمل سے آدمی برزخ میں سلیم الاعضاء بھی ہو (پاندہ نہ ہو) ہر طرف جا سکتا

ہو، سیر و تفریح میں آزاد ہو، تفریح بخش سامانوں کی انتہا نہ ہو، قلب مطمئن ہو، نہ غم رکھتا ہو، نہ خوف، ٹھکانہ ٹھنڈا ہو جو قلب میں ہر وقت ٹھنڈک اور سکون بڑھاتا رہے، بشاشتیں ہی چار طرف سے دوڑ دوڑ کر آ رہی ہوں، دل بھنچا ہوا پژمردہ اور غمزدہ نہ ہو بلکہ امنگوں سے بھرپور، آرزؤں سے لبریز، اور تکمیل آرزو سے ہمہ وقت ہمکنار ہو، ٹھکانے سونے اور جواہرات کے ہوں، معطر اور معنبر ہوں، قرب سلطانی میسر ہو، مقربانِ بارگاہِ الٰہی سے ہمہ وقت خلط و اختلاط ہو، قوتِ قلب اور غنا کی انتہا نہ ہو وغیرہ، تو یہ جامع مقام جامع عمل ہی سے تیار ہو سکتا ہے اور اسے برزخ کا تفصیلی مقام کہیں گے۔

لیکن اگر کسی مقام میں ان میں سے کچھ باتیں پائی جائیں کچھ نہ پائی جائیں تو وہ درجہ بدرجہ متفاوت مقامات ہوں گے جن کا معیار یہی دنیا کی عملی زندگی اور عملی تفاوت ہوگا جن سے یہ مقامات دنیا ہی میں پہچانے جا سکیں گے۔ بہرحال استدلال شرعی کے دائرہ میں برزخ کے مقامات کا تفصیلی اور اجمالی جائزہ اپنی عملی زندگی سے لیا جا سکتا ہے جس سے استدلالی طور پر اپنے بلکہ دوسروں کے بھی برزخی مقام کا نقشہ سامنے آجائے گا، اور اس کا ذریعہ دنیا کے یہی اعمال ہوں گے جو ہر شخص کے سامنے ہوتے ہیں۔

طریقِ ثانی کشفِ باطنی

(۲) دوسرا ذریعہ کشف و انکشاف ہے کہ اس سے بھی برزخ کے مقامات کھل سکتے ہیں۔ وہاں کا باغ و بہار ہو یا

عذاب نار ہو بذریعہ کشف بھی نمایاں ہو جاتا ہے یہ اکتسابی ہونے کی حد تک اختیاری ہے جس کا راستہ مراقبہ ہے مگر نصیب و قسمت کے لحاظ سے محدود ہے جو صرف نصیب عرفاء ہے یہ کشف ایک مستقل طریق ہے جو حضرات صوفیاء میں کشف القبور کے نام سے معروف ہے، اور بعض حضرات حسب مناسبت طبع اس میں زیادہ سے زیادہ مہارت پیدا کر لیتے ہیں حتی کہ اپنی روح کو میت کی روح سے قریب تر کر کے اس کے احوال کا سارا سراغ لگا لیتے ہیں، جو کثرت مراقبہ سے ممکن ہے۔

کشف قبور پر واقعاتی استشہاد

حضرت شاہ منظور احمد صاحب خلیفہ خاص حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ دیوبند تشریف لائے اور حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ کے مزار پر حاضر ہوئے، مراقب ہوئے اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ مراقب رہے، یہ احقر راقم الحروف بھی ساتھ تھا، واپسی پر فرمایا کہ میں نے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس مقبرہ کے مدفونین کے ساتھ اس طرح دیکھا جیسے مرغی اپنے بچوں کو اپنے پروں میں لیے ہوئے بیٹھی رہتی ہے۔ اشارہ ہے کہ بہت سوں کا بچاؤ ایک دفعہ کے ذریعہ ہوتا ہے اور کسی ایک مقبول کی تکریم میں اس کے پاس والے بہت سی آفات برزخ سے بچا لیے جاتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رح کا ایک مکاشفہ!

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ کا جب وصال ہوا اور مہندیوں کے مشہور قبرستان دہلی میں اپنے آباؤ اجداد کے پاس دفن ہوئے تو حضرت شاہ عبدالعزیز رح نے اپنا مکاشفہ بیان فرمایا کہ آج کے دن بھائی عبدالقادر کی تکریم میں دلی کے

تمام قبرستانوں سے عذاب قبر اٹھا لیا گیا تھا۔ یہ واقعہ میں نے حضرت امیر شاہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سنا۔

حضرت تھانویؒ کا مکاشفہ

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ وفات سے تقریباً دو سال قبل دانت درست کرانے کے لیے لاہور تشریف لے گئے تو واپسی سے ایک دن قبل لاہور کے قبرستانوں کی زیارت کے لیے بھی نکلے سلاطین کی قبروں پر بھی گئے اور مساکین کی قبریں بھی دیکھیں۔ فاتحہ پڑھی۔ ایصالِ ثواب کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچ کر دیر تک مراقب رہے۔

وصل صاحب مرحوم بلگرامی ساتھ تھے اور انہوں نے ہی یہ واقعہ مجھ سے تھانہ بھون میں بیان فرمایا تھا کہ داتا گنج بخش کے مزار سے لوٹتے ہوئے فرمایا کہ کوئی بہت بڑے شخص معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے ہزارہا ملائکہ کو ان کے سامنے صف بستہ دیکھا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ سلاطین کے مزاروں پر پہنچا تو انہیں مساکین کی صورت میں دیکھا کہ جیسے کوئی پرسانِ حال نہ ہو اور مساکین کو سلاطین کی صورت میں پایا وغیرہ۔

اسلافِ کرام کے زمانہ کے ہزاروں واقعات اس قسم کے کتابوں میں موجود ہیں۔ حضرت شیخ عبدالعزیز دباغ نے اپنے ملفوظات موسوم بہ ابریز میں کتنے ہی ایسے مکاشفات ظاہر فرماتے ہیں جن سے برزخ کے حالات اور مقامات عیاں ہو جاتے ہیں۔

بہر حال کشف و انکشاف ایک مستقل ذریعہ کشفِ قبور ہے جو سلف سے

خلف تک پایا جا رہا ہے۔

طریقِ ثالث رویائے صادقہ	(۳) تیسرا ذریعہ جس سے برزخی مقامات پہچانے جائیں، مناماتِ صادقہ اور سچے خواب ہیں۔ خواہ

مومن خود دیکھے یا اس کے لیے دیکھا جائے۔ یہ نصیب صلحاء اور بعض اوقات قسمتِ عوام بھی ہے مگر اختیاری نہیں کہ جس کا جی چاہے اور جب چاہے دیکھ لیا کرے۔ مگر دیکھنے والے دیکھتے ہیں اور دیکھتے رہے ہیں، اور حسبِ مناسبت طبع انہیں برزخی مقامات نظر آتے ہیں۔ اور سلف سے لے کر خلف تک سینکڑوں منامی واقعات پیش آئے ہیں جو بطونِ اوراق میں محفوظ ہیں۔

زندوں کی ارواح کی خواب میں اہلِ برزخ سے ملاقاتیں	اس کے معتبر ہونے کی کھلی وجہ یہ ہے کہ برزخ اور اس کے احوالِ نصوصِ قطعیہ و

ظنیہ سے ثابت ہونے کی وجہ سے بلاشبہ واقعات ہیں تخیلات نہیں ہیں، اور ہر واقعہ اپنے اندر اپنی کچھ خاصیتیں اور تاثیریں رکھتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ صاحبِ واقعہ اور اس واقعہ کو دیکھنے والا اس سے اثر نہ لے اور اس کی کیفیات سے متکیف نہ ہو، ورنہ یہ واقعات اوہام و خیالات ہو کر رہ جائیں جو محال ہے، لیکن یہ اس کے بغیر ممکن نہ تھا کہ زندوں کی ارواح خود برزخ میں پہنچیں اور مردوں کی ارواح سے ملیں تاکہ برزخی کیفیات و مقامات ان پر کھل سکیں اور ظاہر ہے کہ زندوں کے لیے برزخ میں پہنچنے کا راستہ کشف کے بعد خواب اور منام کے سوا دوسرا نہیں جس کے ذریعہ زندے مردوں سے ملتے ہیں اور ان کے حالات سے باخبر ہوتے ہیں۔

قرآنِ حکیم نے آیت کریمہ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جن نفوس وارواح کو بوقتِ خواب اُدھر لیا جاتا ہے تو یہ ارواح وہیں پہنچادی جاتی ہیں جہاں مردوں کی ارواح پہلے سے موجود ہیں کیونکہ نیند اور موت دو بہنیں ہیں جن کے نوعی احوال کچھ فرق کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔ اس لیے زندوں اور مردوں کی روحیں اس مقام پر باہم ملتی ہیں۔ پھر جنہیں اس حالت میں موت دے دی جاتی ہے وہ ارواح تو وہیں روک لی جاتی ہیں۔ اور جن کی عمر دنیا باقی ہوتی ہے وہ وہاں سے واپس کر دی جاتی ہیں۔ اس وقفہ میں یہ زندوں کی ارواح مردوں سے باہم باتیں کرتی ہیں ان سے خبریں معلوم کرتی ہیں اور مردے ان باتوں کی خبریں دیتے ہیں جن کا زندہ کو بلکہ دنیا میں کسی کو بھی علم نہیں ہوتا اور وہ من وعن صحیح نکلتی ہیں تو اس راستہ سے زندوں پر مردوں کے برزخی مقامات ایک حد تک کھل جاتے ہیں جس کے ہزاروں واقعات محدثین اور حفاظ حدیث نے محدثانہ سند کے ساتھ نقل کیے۔ ابن ابی الدنیا کی ایک مستقل تصنیف ہی ان خوابوں کے بارہ میں بنام کتاب المنامات موجود ہے۔ حافظ ابن قیمؒ نے کتاب الروح میں بیسیوں ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے کہ مردوں نے اپنے برزخی مقامات خواب میں لوگوں کو بتلائے۔ ان ہی میں سے بعض واقعات بطور نمونہ حسب ذیل ہیں۔

خواب میں اہل برزخ سے ملاقاتوں کے ذریعہ برزخی مقامات کا انکشاف

محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ کو ان کے بعض تلامذہ نے خواب میں اچھی حالت میں دیکھا، عرض کیا کہ آپ تو بحمد اللہ بہت اچھی حالت میں ہیں۔ حسن بصری رح کے ساتھ کیا معاملہ ہوا، فرمایا کہ وہ مجھ سے ستر درجہ اونچے مقام پر ہیں میں نے عرض کیا کیوں؟ حالانکہ بظاہر آپ ان سے علم و عمل میں اونچے تھے، فرمایا کہ ان کے طولِ حزن کی وجہ سے۔

رابعہ بصریہ رح سے ان کی خادمہ کی منامی ملاقات و گفتگو۔

رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کو ان کے اصحاب میں سے ایک خادمہ نے خواب میں دیکھا کہ ان پر استبرق کا حلہ ہے اور سندس کی اوڑھنی چمک رہی ہے۔ حالانکہ وہ صوف کے موٹے کپڑے میں دفن کی گئی تھیں، ان سے پوچھا گیا کہ وہ صوف کا کپڑا کیا ہوا فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اسے تہ کرا کر اور اس پر مہر لگا کر اسے علیین میں محفوظ کر دیا ہے تاکہ میرا ثواب اس کے ذریعہ اور مکمل ہوتا رہے۔ اور یہ اعلیٰ لباس عطا فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ عبدۃ بنتِ کلاب (مشہور عابدہ زاہدہ بی بی تھیں) کس مقام پر ہیں؟ فرمایا اوہ! ان کا کیا پوچھنا! وہ ہم سب سے سبقت لے گئیں اور درجاتِ علیا میں ہیں۔ عرض کیا گیا کہ ایسا کیوں ہوا۔ حالانکہ عبادت و زہد میں آپ ان سے بڑھ کر تھیں، فرمایا کہ وہ دنیا کی کسی حالت کی پرواہ نہیں کرتی تھیں۔ صبح ہو یا شام وہ بہر حال راضی برضا رہتی تھیں، اس سے یہ مقام انہیں ملا۔ خادمہ نے عرض کیا کہ ابو مالک یعنی ضیغم کس حال میں ہیں؟ فرمایا کہ اس

مقام پر ہیں کہ جب چاہیں حق تعالیٰ کی زیارت کر سکتے ہیں، خادم نے عرض کیا کہ کوئی ایسی بات ارشاد فرمایئے کہ میں اس کے ذریعہ حق تعالیٰ سے قریب ہو جاؤں فرمایا کثرتِ ذکر کو لازم پکڑ لو۔

عبدالعزیز ابن سلیمان کی بعض دوستوں سے مَنامی ملاقات

عبدالعزیز ابن سلیمان عابد کی وفات کے بعد ان کے بعض دوستوں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ ان پر سبز لباس کا پاکیزہ جامہ ہے اور سر پر موتیوں کا مرصّع تاج ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آپ کس حال میں ہیں؟ موت کا مزہ کیسا تھا؟ اور بعد موت کے کیا دیکھا؟ فرمایا کہ موت کی شدت اور کرب وغم کی کچھ نہ پوچھو۔ مگر حق تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ہمارے ہر عیب کو چھپا لیا، اور رحمت سے ملاقات فرمائی۔

عطاء سلمیؒ سے صالح ابن بشرؒ کی خواب میں ملاقات۔

صالح ابن بشر کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سلمیؒ کو بعد وفات خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ کیا آپ مر نہیں چکے ہیں؟ فرمایا ہاں مر چکا ہوں، میں نے کہا موت کے بعد کیا ہوا۔ فرمایا خیر کثیر دیکھی اور ربّ غفور وشکور پایا، میں نے کہا کہ کیا آپ طویل الحُزن نہ تھے؟ تو ہنس کر فرمایا کہ اس حزنِ طویل سے ہی تو اللہ نے یہ راحتِ طویلہ اور فرحت دائمی عطا فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کس درجہ میں ہیں؟ فرمایا انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کی معیت میں پہنچا دیا گیا ہوں

عاصم جحدری کا خواب میں عجیب انکشاف

عاصم جحدری کی وفات کے

بعد ان کے بعض گھر والوں نے انہیں خواب میں دیکھا اور کہا کیا آپ انتقال فرما چکے؟ کہا ہاں، عرض کیا کہ آپ کہاں ہیں؟ فرمایا روضۃ من ریاض الجنۃ میں ہوں، میں بھی اور میرے بعض ساتھی بھی، اور ہم ہر جمعہ کی شب اور جمعہ کی صبح میں بکر ابن عبداللہ المزنی کی مجلس میں جمع ہوتے ہیں اور ہمیں وہاں تم دنیا والوں کی خبریں معلوم ہوتی ہیں۔ عرض کیا کہ یہ اجسام کا حال ہے یا ارواح کا؟ فرمایا کہ اجسام تو گل گلا چکے، ارواح کا ہے۔

مُرّہ ہمدانی کا خواب میں اپنے مقام کا انکشاف

مُرّہ ہمدانی رحمۃ اللہ کی پیشانی سجدہ کی وجہ سے مٹی نے گھس دی تھی یعنی نشان ہی نہیں تھا بلکہ پیشانی پچک گئی تھی، ان کی وفات کے بعد ان کے گھر کے ایک صالح شخص نے انہیں خواب میں دیکھا کہ پیشانی ستارہ کی طرح چمک رہی ہے اس نے کہا یہ کیا اثر ہے؟ فرمایا کثرت سجود کی وجہ سے میری پیشانی کو لباس نور عطا فرما دیا گیا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ آپ کا مقام کیا ہے؟ فرمایا کہ ایسا بہترین گھر دیا گیا ہے کہ نہ ہم سے چھینا جائے گا اور نہ اس میں کبھی موت آئے گی۔

جویریہ بنت اسماء کو خواب میں برزخ سے ہدایت

سعید ابن داؤد کہتے ہیں کہ جویریہ ابن اسماء نے بیان کیا کہ شدید گرمی کے موسم میں کوفہ کے ایک نوجوان عابد کی وفات ہوئی تو میں نے ارادہ کیا کہ بعد ظہر وقت ٹھنڈا ہو جانے پر دفن کریں گے، اور میں سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ میں قبرستان میں ہوں اور جواہرات کا ایک حسین و جمیل قبہ اور

محل ہے جو چمک رہا ہے اور میں ٹکٹکی باندھے حیرت سے اس کے حسن اور رعنائی کو دیکھ رہا ہوں کہ اچانک وہ کھلا اور اس میں سے ایک ایسی حسین و جمیل عورت نکلی کہ میں نے کبھی ایسا حسن و جمال نہیں دیکھا تھا وہ میری طرف بڑھی اور کہا کہ تمہیں خدا کی قسم کہ اس نوجوان کو ظہر تک ہم سے جدا نہ رکھو اور ہرگز نہ روکو، تو میں گھبرایا ہوا اٹھا اور اسی وقت کفن دفن کا سامان کیا اور اسی جگہ کی قبر میں دفن کیا، جہاں وہ قبہ دار محل نظر پڑا تھا۔

امام احمد بن حنبلؒ کا خواب میں اپنے مقام قرب کا اظہار

احمد بن محمد لبدی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا حضرت حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ فرمایا کہ میری مغفرت فرمادی اور یہ فرمایا کہ اے احمد بن حنبل میرے بارہ میں تیرے چہرے کو ستر کوڑوں کی مار دی گئی تھی؟ عرض کیا ہاں یا اللہ مار دی گئی تھی، حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے احمد یہ میرا چہرہ تیرے لیے مباح ہے جب چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔

بشر ابن حارثؒ نے خواب میں اپنے ساتھ حق تعالیٰ کی مغفرت و تکریم کی اطلاع دی

ابوجعفر کہتے ہیں کہ میں نے بشر ابن الحارث مشہور امام صوفیاء کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ آپ کے ساتھ حق تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا، فرمایا لطف و کرم کا برتاؤ فرمایا اور نصف جنت میرے لیے مباح کردی کہ اس میں جہاں چاہے گھوموں، سیر کروں اور منتفع ہوں اور جو میرے جنازہ میں شریک ہوئے ان کی مغفرت کا وعدہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا

کہ ابو نصر تمار کا کیا ہوا ؟ فرمایا وہ اپنے صبر اور فقر کی وجہ سے لوگوں سے بہت اونچے اٹھائے گئے ہیں۔

بصرہ کی ایک عابدہ زاہدہ کا خواب

حماد ہشام ابن حسان سے روایت کرتے ہیں کہ ام عبد اللہ نے فرمایا جو بصرہ کی عابدہ زاہدہ عورتوں میں سے تھیں کہ میں خواب میں ایک عظیم الشان حسین وجمیل محل میں داخل ہوئی اس کے پائین باغ میں پہنچی۔ میں اس کی رونق و بہار اور حسن وجمال کو بیان نہیں کرسکتی، وسط باغ میں ایک سونے کا مرصع تخت بچھا ہوا ہے جس کے ارد گرد آفتاب و ماہتاب جیسے چہروں کے خدام ہاتھوں میں پاکیزہ جام اور ظروف لیے کھڑے ہیں اور تخت پہ ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھے ہیں، کہا گیا کہ یہ مروان محلمی ہیں جو ابھی ابھی آئے اور اچھل کر اس تخت پر متمکن ہوگئے، میں بیدار ہوئی تو دیکھا کہ مروان محلمیؒ کا جنازہ قبرستان جا رہا ہے۔

عبد اللہ ابن مبارکؒ پر سفیان ثوری کے برزخی مقام کا خواب میں انکشاف

عبد اللہ ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور کہا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ؟ فرمایا کہ الحمد للہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب سے مل گیا ہوں اور انہی کے پاس ہوں۔

صخر ابن راشد کی اہل برزخ سے منامی ملاقات

صخر ابن راشدؒ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ ابن مبارک کو ان کی وفات کے بعد خواب

میں دیکھا اور کہا کہ کیا آپ انتقال نہیں فرما چکے ؟ فرمایا ہاں ، میں نے عرض کیا اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ؟ فرمایا اتنی بڑی مغفرت فرمائی جس نے سارے ذنوب پر احاطہ کرلیا ، میں نے کہا سفیان ثوری کا کیا ہوا ؟ فرمایا اوہ اوہ وہ تو انبیاء و صدیقین اور شہداء و صالحین کی معیت میں ہیں ۔

اہل برزخ کی جانب سے بعض امور کے بذریعہ خواب کی تصدیق ۔

پھر یہی نہیں کہ خواب کے ذریعہ برزخی افراد کے احوال ومقامات ہی دنیا والوں کو معلوم ہو جاتے ہیں بلکہ دنیا والوں کے جو احوال واقوال برزخ والوں کو پہنچتے ہیں اس کی تصدیق بھی خوابوں کے ذریعہ ہو جاتی ہے کہ وہ احوال واقوال ان تک پہنچ چکے ہیں ۔

شبیب بن شیبہ کہتے ہیں کہ میری والدہ نے مرتے وقت مجھے وصیت کی تھی کہ بیٹا جب تم مجھے دفن کر چکو تو میری قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہنا کہ اے ام شبیب کہو لا الٰہ الا اللہ ۔ چنانچہ اس وصیت کے مطابق والدہ کی قبر جب برابر ہو گئی تو میں نے قبر کے پاس کھڑے ہو کر وہ جملہ کہا کہ اے ام شبیب کہو لا الٰہ الا اللہ ۔ جب میں قبرستان سے لوٹا تو رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میری والدہ ام شبیب کہہ رہی ہیں کہ بیٹا میں ہلاک ہو جانے کے قریب آ چکی تھی ، اگر تیرا لا الٰہ الا اللہ کہنا اس کی ردک تھام نہ کرتا ۔ بلا شبہ تو نے میری وصیت یاد رکھی اور عمل کر دکھایا ۔

ابن ابی الدنیا نے ذکر کیا ہے کہ ایوب ابن عیینہ کی بیوی تماضر بنت

سہل کہتی ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ابن عیینہ (اپنے دیور) کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالی میرے بھائی ایوب ابن عیینہ کو جزائے خیر دے کہ وہ بکثرت میری زیارت کو آتے رہتے ہیں اور آج بھی آئے تھے تو ایوب ابن عیینہ نے بیوی سے فرمایا کہ واقعی میں بکثرت بھائی کی قبر پر جاتا ہوں اور آج بھی وہیں تھا۔

حافظ ابن قیم نے ایک صالح شخص سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے ایک بھائی کا انتقال ہوگیا، میں نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا گزری جب آپ قبر میں رکھے گئے تو کہا کہ بھائی ایک آنے والا میری طرف آگ کا شعلہ لے کر بڑھا، اگر فلاں صاحب نے میرے لیے دعاء مغفرت نہ کی ہوتی تو میں ہلاک ہو چکا ہوتا۔

بہرحال ان واقعات سے واضح ہے کہ دنیا والوں کی طرف سے برزخی لوگوں کے ساتھ جو نیک برتاؤ (دعاء و ایصال ثواب کا) کیا جاتا ہے تو برزخ والے خواب ہی کے راستہ سے اس کی تصدیق کر دیتے ہیں۔ اور دنیا والوں کو پتہ چل جاتا ہے کہ ان کا ہدیہ برزخ والوں تک پہنچ گیا ہے جو یقینا ایک یقینی علم ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کا اپنا عمل تو خود کرنے والوں کو قطعی طور پر معلوم ہے اور یہی ہے کہ انہوں نے وہ عمل اپنے فلاں میت ہی کے لیے کیا ہے اور وہی میت اس عمل کی خواب میں تصدیق کرے کہ وہ مجھ تک پہنچ گیا ہے تو اس واقعہ اور خواب کے سچے ہونے میں اسے کیا کلام ہو سکتا ہے۔

اہل برزخ کی اہلِ دنیا کو خواب میں ہدایات!

پھر یہی نہیں کہ برزخ والے دنیا کے لوگوں کے کسی عمل کی اپنے تک پہنچنے کی تصدیق ہی کر دیتے ہیں بلکہ دنیا و برزخ کا رشتہ ایسا قائم ہے کہ برزخ والے دنیا والوں کو واقعات کی نشاندہی کے ساتھ ان کے بارہ میں ہدایات بھی دیتے ہیں کہ تم ایسا کرنا تاکہ ہمارا پیچھا بھی چھوٹ جائے اور تمہیں بھی یکسوئی اور تسلی ہو جائے۔

آئندہ واقعات کی خواب میں نشاندہی

حماد بن سلمہ کی روایت سے ابن قیم نے نقل کیا ہے کہ صعب ابن جثامہ اور عوف ابنِ مالک رضی اللہ عنہما دونوں صحابی ہیں اور ان میں باہم بھائی چارہ تھا۔ ایک دن صعبؓ نے عوفؓ سے فرمایا کہ بھائی ہم میں سے جو پہلے انتقال کر جائے تو اسے چاہیئے کہ وہ مرنے کے بعد اپنے کو دکھلائے۔ (تاکہ زندہ بھائی کو تسلی ہو جائے) عوفؓ نے فرمایا کہ کیا ایسا ممکن ہے؟ فرمایا ہاں ممکن ہے۔ تو صعبؓ کا انتقال ہو گیا۔ اور عوفؓ نے انہیں خواب میں دیکھا، گویا حسبِ وعدہ صعبؓ نے اپنے کو دکھلایا۔

عوفؓ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ صعبؓ میرے پاس آئے تو میں نے کہا صعبؓ بھائی! انہوں نے کہا ہاں، میں نے کہا صعبؓ تم پر کیا گزری؟ فرمایا کہ میری مغفرت کر دی گئی۔ مگر کچھ تشویشات اور مشقتیں اٹھانے کے بعد۔

عوفؓ کہتے ہیں کہ میں نے صعبؓ کی گردن میں سیاہ سی چیز بطور

داغ کے دیکھی جو گلے کو گھیرے ہوئے ہے۔ میں نے کہا بھائی جان یہ کیا ہے؟ فرمایا دس دینار رہ گئے ہیں جو میں نے فلاں یہودی سے قرض لیے تھے اور ادائیگی رہ گئی تھی ادہی اس وقت گلے کا ہار بنے ہوئے ہیں انہیں تم جا کر یہودی کو ادا کر دو۔ اور فرمایا کہ میرے بھائی میرے اہل وعیال میں جو بات بھی پیش آتی ہے اس کی خبر مجھے فوراً ہی ۔۔۔۔ ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ میرے گھر میں ایک بلی ابھی چند دن ہوئے مر گئی تھی تو مجھے اس کی بھی خبر مل گئی۔ اور ہاں تمہیں بتا دوں کہ چھ دن کے اندر اندر میری ایک چھوٹی بچی انتقال کرنے والی ہے۔ تمہیں اس کے بارہ میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ میں نے دل میں کہا کہ ان امور میں تو بڑی نشاندہی ہے اور ان علامتوں سے تو صحیح واقعات کھل جائیں گے۔

خواب سے بیدار ہو کر ان باتوں کو دل میں لیے ہوئے میں صعب رضی کے گھر ان کی اہلیہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے مرحبا کہہ کر میری شکایت شروع کر دی۔ کہ کیا بھائیوں کے گزر جانے پر ان کے اہل وعیال کو یوں ہی بھلا دیا جاتا ہے جیسے تم نے بھلا دیا کہ آج صعب رضی کو انتقال کیے ہوئے کئی دن گزر گئے اور تم نے آکر ہم پسماندگان کی خبر تک نہ لی۔

میں نے کچھ اعذار بیان کر دیئے جیسے اس قسم کے مواقع پر بیان کر دیئے جاتے ہیں۔ میں یہ عذر بیان کر رہا تھا کہ میری نظر اس سینگ

پر پڑی جس کا نشان صعبؓ نے خواب میں دیا تھا۔ میں نے اس سینگ کو کھونٹے سے اتار کر الٹا تو اس میں سے ایک تھیلی برآمد ہوئی جس میں دس دینار تھے۔ میں انہیں لے کر اس نام بُردہ اور نشان دادہ یہودی کے پاس پہنچا۔ اور کہا کہ کیا صعبؓ پر تمہارا کچھ قرضہ آتا ہے؟ یہودی نے دردناک لہجہ میں کہا کہ اللہ صعبؓ پر رحم کرے وہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تھے، بڑے پاک اور سچے تھے۔ میرا ان پر کچھ آتا بھی ہے تو میں لینا نہیں چاہتا بلکہ معاف کرتا ہوں۔ میں نے کہا نہیں ہرگز نہیں تجھے بتانا پڑے گا کہ تیرا ان کے ذمہ کیا چاہیئے تھا؟ تب اس نے کہا کہ دس درہم میں نے انہیں قرض دیئے تھے۔ میں نے اسی وقت وہ سینگ والے دس درہم اس کی طرف پھینکے کہ سنبھال لے۔ یہودی نے کہا خدا کی قسم یہ دس درہم بعینہٖ وہی ہیں جو میں نے انہیں دیئے تھے۔ (معلوم ہوتا ہے کہ استعمال ہی میں نہیں آئے) تو میں نے دل میں کہا کہ صعبؓ کی بتلائی ایک بات تو پوری ہوئی اور حقیقت واقعہ نکلی۔

پھر میں نے صعبؓ کی اہلیہ سے پوچھا کہ صعبؓ کی موت کے بعد کیا تمہارے گھر میں کوئی حادثہ پیش آیا؟ انہیں کچھ یاد نہ تھا۔ میں نے کہا دھیان دو اور یاد کرو کوئی بات پیش آئی ہو۔ انہوں نے کہا ایک بات تو ہوئی کہ ابھی دو چار دن ہوئے ایک بلی مر گئی تھی۔ میں نے دل میں کہا کہ صعبؓ کی دوسری بات کی بھی تصدیق ہوگئی۔ پھر میں نے کہا کہ وہ ہماری بھتیجی (صعبؓ کی چھوٹی بچی) کہاں ہے؟ کہا کھیل رہی ہے

وہ میرے پاس لائی گئی تو میں نے دیکھا کہ اسے بخار چڑھا ہوا تھا۔ میں نے کہا ذرا اس کی خبر گیری رکھنا، یہاں تک کہ ٹھیک چھٹے دن اس کا انتقال ہو گیا تو میں نے دل میں کہا کہ یہ بات بھی پوری اتری۔

بہر حال اس سے واضح ہوا کہ برزخ والے خواب میں نہ صرف اپنے احوال و مقامات ہی تبلا دیتے ہیں بلکہ دنیا والوں کے احوال کی نشاندہی کر کے ان کی تصدیق کے ساتھ ان کا اپنے تک پہنچنا بھی بیان کر دیتے ہیں اور نہ صرف بیانِ واقعات ہی کر دیتے ہیں بلکہ ان کے سلسلہ میں ہدایات بھی دے دیتے ہیں کہ ایسا کیا جائے اور یہ سب باتیں حقیقتِ واقعہ ثابت ہوتے ہیں۔

ثابت ابن قیس رضؓ کی خواب میں تفصیلی ہدایات

عطاء خراسانی فرماتے ہیں کہ مجھ سے ثابت ابن قیس ابن شماس رضی اللہ عنہ صحابی کی صاحبزادی نے بیان فرمایا کہ ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ یمامہ میں شریک ہونے کے لیے تشریف لے گئے (جن کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موتِ شہادت کی پیش گوئی فرمائی تھی) اور مسیلمہ کذاب سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے اور سالم مولیٰ حذافہ نے گڑھے کھود لیے (گویا خندق بنائی) کہ ان میں جم کر لڑیں گے، چنانچہ لڑے اور دونوں شہید ہو گئے، تو حضرت ثابت ایک اعلیٰ اور نفیس قسم کی زرہ پہنے ہوئے تھے، ان کی لاشوں پہ ایک مسلمان گزرا تو

اس نے وہ زرہ چرا کر اتار لی، تو اگلے ہی دن ایک شخص نے خواب دیکھا کہ حضرت ثابت اسے فرما رہے ہیں کہ میں تجھے ایک وصیت کرتا ہوں خبردار اسے بدخوابی یا تخیل سمجھ کر ضائع مت کر دینا اور وہ یہ کہ کل میں قتل ہوا تو ایک شخص میری لاش پر گزرا اور میرے سر سے زرہ اتار کر لے گیا۔ اس کا گھر فلاں جگہ ہے زرہ کی یہ یہ علامتیں ہیں تو خالد کے پاس جا کر کہنا کہ کسی آدمی کو بھیج کر اس شخص کے پاس سے میری زرہ نکلوا لیں اور جب تو مدینہ پہنچے تو خلیفۂ رسول اللہ حضرت صدیق اکبر کے پاس جانا اور انہیں بتلانا کہ ثابت قیس کے ذمہ اتنا قرضہ ہے اور فلاں میرا غلام ہے اسے آزاد کر دیا جائے چنانچہ یہ شخص خواب کی ہدایت کے مطابق اولاً حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ سنایا خالد رضی اللہ عنہ نے آدمی بھیج کر وہ زرہ نکلوائی اور صدیق اکبرؓ کو جب اس شخص نے واقعہ سنایا تو انہوں نے حضرت ثابتؓ کی وصیت جاری فرما دی۔

یہ اور اس قسم کے ہزاروں واقعات جنہیں علماء نے شرح و بسط کے ساتھ نقل کیا ہے اس کے شاہد عدل ہیں کہ برزخی مقامات کھلنے کا ایک بڑا ذریعہ سچے خواب ہیں اسی لیے خواب کو چھیالیسواں حصہ نبوت کا فرمایا گیا اور ان خوابوں کو نص حدیث میں مبشرات کہا گیا یری المؤمن او تری لہ۔

ظنیات میں مرتبۂ حجیت کا باہمی فرق

رہا یہ کہ خواب ظنی ہے

سو اس سے انکار نہیں لیکن ان کے معنی ساقط الاعتبار ہونے کے نہیں، ورنہ یوں تو قرآن کے سوا اخبار احاد بھی ظنی ہیں قیاس مجتہد بھی ظنی ہے۔ خواب بھی ظنی سہی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ثبوت میں قطعیات سے گھٹا ہوا ہے نہ یہ کہ اس میں حجیت کی شان کلیتہً مفقود ہے البتہ درجہ بدرجہ حجت ہونے کی شان اور درجہ الگ الگ اور جدا جدا ہے اس لیے اس کی حجیت کی شان بھی جدا جدا ہے۔

خبر واحد مثبت احکام اور حجت ہے

خبر واحد ظنی ہے لیکن اول تو وہ وحی ہے صرف وسائط کے درمیان میں آجانے سے چونکہ شبہ کی گنجائش پیدا ہو گئی اس لیے وحی ہونے کے باوجود وہ ثبوتاً ظنی کہلائے گی اس لیے ثمرہ کے لحاظ سے بھی مورث ظن ہی شمار کی جائے گی لیکن اس کے باوجود حجت شرعیہ بھی رہے گی۔ جس سے مسائل کا اثبات کیا جائے گا۔

قیاس مجتہد مظہر احکام اور حجت ہے

قیاس مجتہد بھی ظنی ہے مگر خبر واحد سے گھٹا ہوا کیونکہ وہ خود وحی نہیں بلکہ وحی سے ماخوذ ہے اور چونکہ اس میں بندہ کے فہم و عقل کا دخل آجاتا ہے اس لیے بلحاظ ثبوت نص کی بہ نسبت اس سے کم درجہ ہونے کی وجہ سے وہ خبر واحد سے گرا ہوا شمار ہوگا مگر پھر بھی نص سے ماخوذ ہونے کی وجہ سے مورث ظن بھی ہوگا اور اس میں حجت شرعیہ ہونے کی شان بھی باقی رہے گی۔ البتہ وہ مثبت احکام ہونے کے بجائے مظہر احکام ہوگا۔

سچا خواب مؤید ہے

رہے منامات تو یقیناً خبر واحد اور قیاس سے بدرجہا گھٹے ہوئے ہیں کیونکہ نہ وہ خود وحی ہیں نہ وحی سے ماخوذ بلکہ غیر نبی پر گزرے ہوئے واقعات ہیں جن کی سند صرف خواب دیکھنے والا ہی ہے جس کا کوئی شاہد یا متابع نہیں ہے اس لیے نہ وہ احکام کے لیے مثبت ہو گا نہ مظہر، البتہ ثابت شدہ احکام یا واقعات کے لیے مؤید ضرور ہو سکتا ہے اور اس سے اشارات بھی قبول کیے جا سکتے ہیں اس لیے اگر شخصی خوابوں کو حجتِ کلیہ نہیں کہا جائے گا جو سب کے لیے قانون بن جائے تو حجتِ کاشفہ یا حجتِ موضحہ یا حجتِ مؤیدہ ضرور کہا جا سکے گا۔ اسی لیے سلف سے لے کر خلف تک اہل علم خوابوں سے اس قسم کی تائیدات اور استدلالات کا اثبات کرتے آئے ہیں۔ آخر سچے خواب کو چھیالیسواں حصۂ نبوت کا فرمایا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اس کا تعلق فرضیات سے نہیں واقعات سے ہے۔ نبوت کی ابتداء ہی سچے خوابوں سے ہوئی ہے کہ آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے وہی چیز واقعہ بن کر سامنے آجاتی۔

اسی طرح نبوت کے بعد نبوت کے اس چھیالیسویں حصہ کے باقی رہنے کی بھی خبر دی گئی ہے:

لم یبق من النبوة الا المبشرات او الرؤیا الصالحة	نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں بجز مبشرات اور سچے خوابوں کے (الحدیث)

جس کا حاصل یہی نکلتا ہے کہ سچے خواب نبوت کا ایک جزو ہونے کی وجہ سے تبشیر کا کام ضرور دے سکتے ہیں اور اگر ان سے احکام یا علل احکام ثابت نہیں ہو سکتے تو ان احکام و علل کی تائید اور وضاحت تو حاصل کی جا سکتی ہے اس لیے اگر وہ حجت موضحہ ضرور ہیں اور یہ بھی حجیت کا ایک مقام ہے۔

سچے خواب کی تاثیرات سے استدلال

پھر ان کی تاثیر بھی بیّن اور نمایاں ہے سچے خواب سے اگر وہ از قسم بشارت ہے تو طبعاً قلوب کو تسلی اور دلجمعی حاصل ہوتی ہے۔ غمزدوں کے قلوب ٹھہر جاتے ہیں۔ بچھڑے ہوؤں کے دل مطمئن ہو کر تسلی و تشفی پا جاتے ہیں۔ اور اگر از قسم انذار ہے تو دل لرز کر محتاط ہو جاتے ہیں۔ ہزاروں برائیوں سے باز آ جاتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ برزخ اور اس کے احوال نصوص شرعیہ کی رو سے واقعات ہیں، تخیلات ہیں اور ہر واقعہ اپنے اندر کچھ نہ کچھ خواص و آثار رکھتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ صاحب واقعہ پر ان واقعات کا اثر نہ پڑے ورنہ وہ واقعہ واقعہ نہیں تخیل محض اور وہم و خیال ہو کر رہ جائے پس اگر ایک واقعہ بیداری میں اپنے اثرات ڈالے بغیر نہیں رہتا تو وہی واقعہ اگر خواب میں نظر آئے تو آخر خواب دیکھنے والے کے لیے وہ بے اثر ہو کر کیسے رہ جائے گا؟ اور برزخ میں پیش آنے اور اس کے دیکھنے سے وہی اثر کیوں قبول نہ کیا جائے گا؟

صرف ظرف ہی تو بدلتا ہے واقعہ تو نہیں بدلتا۔ اور نگاہ ہی تو بدلتا ہے نگاہ تو نہیں بدلتی۔

نیز یہ بھی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ دنیا میں حقیقی نگاہ یہی قوتِ خیال ہے جو نفس کا ایک باطنی غریزہ اور جوہر ہے اور برزخ کی نگاہ بھی اسی نفس کی وہی قوت خیالیہ ہے صرف اس کے پیکر کی شکل بدل جاتی ہے قوت نہیں بدلتی۔

اس لیے جب نفس بھی ایک ہی ہے اس کا آلۂ ابصار بھی ایک ہی ہے اور واقعہ کی نوعیت بھی ایک ہی ہے اگر بدلا ہے تو صرف ظرف بدلا ہے، تو ظرف کے بدلنے سے مظروف یا اس کی تاثیر کیسے بدل جائے گی؟ یا وہ بے اثر کیسے ہو سکے گی؟ زیادہ سے زیادہ کیفیت کی نوعیت میں فرق پڑ سکتا ہے سو کیفیت کی تبدیلی سے عین کی تبدیلی نہیں ہو سکتی اس لیے بیداری کی آنکھ سے کسی واقعہ کو دیکھا جائے یا خواب کی آنکھ سے دیکھا جائے۔ دیکھنے والا نفس اور اس کی قوتِ خیال (جو سمع و بصر اور ذوق و شم وغیرہ کی نوعیتوں میں بٹی ہوئی ہے، ایک ہی رہے گی اور اثر بھی وہی ایک ہی ظاہر ہوگا اس لیے سچا خواب یقیناً اپنا اثر دکھلائے بغیر نہیں رہ سکتا اگر وہ ظنی ہے تو ہمارے ادراک کے لحاظ سے ظنی ہے نہ کہ واقعات کے لحاظ سے کیونکہ وقائع برزخ تو نصوص شریعت سے ثابت ہونے کی وجہ سے واقعات ہیں جن میں شک کی اصلاً گنجائش نہیں اس لیے بذاتہٖ

واقعات قطعی ہیں البتہ ہمارے ادراک کے لحاظ سے ظنی ہیں۔ بالفاظِ دیگر ظنیت ہمارے ادراک میں ہے واقعات میں نہیں، اس لیے قدرتاً سچے خواب میں قبولیت کے علاوہ ایک گونہ حجیت کی شان بھی کچھ نہ کچھ آئے گی جس کی تفصیل عرض کی جا چکی ہے جب ایک سچے کا خواب ایک سچا واقعہ ہے تو وہ بوجہ واقعیت اپنے متعلقہ معاملہ کے لیے حجت ہوگا، گو دیانۃً ہی حجت ہو قضاءً نہ ہو۔

تواتر و تعدد کی صورت میں سچے خواب کو حجیت شرعیہ بھی بتایا گیا ہے

غور کیجیے کہ اگر کسی ایک شخصیت یا ایک واقعے کے بارے میں کئی سچے خواب جمع ہو جائیں تو ان میں تو حجیت کی شان کچھ بڑھ ہی جانی چاہیے بلکہ میں آگے بڑھ کر عرض کروں گا کہ اگر دیکھا جائے تو دورِ نبوت میں تو ایسے منامات کو شرعی حجت تک کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

لیلۃ القدر کو جب متعدد صحابہ نے رمضان کے آخر عشرہ ہی میں خواب میں دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی عشرہ اخیرہ میں ہونے کا حکم فرمایا اور اس کی علت یہ فرمائی کہ:-

انی اری رؤیاکم قد تواطئت علی انها فی العشر الاواخر

میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے کئی خواب اس پہ متفق ہو گئے ہیں کہ لیلۃ القدر عشرۂ اخیرہ میں ہوتی ہے۔

جس سے واضح ہوتا ہے کہ خوابوں کی یکسانیت اور تواتر و تعدد کذب

پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ پس جیسے مومنین کا تواطر روایت، روایت کو واجب القبول اور مورث ظنّ غالب یا بعض حالات میں مورث یقین بنا دیتا ہے اور جس طرح علماء کا تواطر رائے (کہ وہ کسی چیز کے استحسان یا استہجان پر اجماع کر لیں تو وہ) اسے واجب العمل بنا دیتا ہے کہ:

مارآه المومنون حسناً فهو عند الله حسن۔

جسے مومنین اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہی ہے۔

فرد واحد کا سچا خواب بھی حجت قرار دیا گیا ہے

اسی طرح اگر مومنین کے تواطر روَیتِ منام کو بھی واجب القبول کیا جائے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ اور اگر ایک حد تک شرعیات میں بھی بطور حجت اس کا اعتبار کر لیا گیا ہو تو اس میں کیا قباحت ہے بلکہ بعض اوقات قرنِ نبوت میں صرف ایک ہی سچے خواب کو شرعی حکم کی بناء قرار دیا گیا ہے جیسے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کی مشروعیت کے بارہ میں عبد اللہ ابن زید ابن عبد ربہ کے خواب کو اذان کی مشروعیت کی بناء قرار دیا اور ارشاد فرمایا کہ انها لرؤیا حق قم یا بلال فاذن (یہ خواب عبد اللہ ابن عبد ربہ کا سچا خواب ہے اس لیے اے بلال اٹھ اور اذان دے۔)

نبی کی توثیق خواب کے فی نفسہٖ حجت ہونے کی دلیل ہے

یہ الگ بات ہے کہ وہ دورِ نبوت تھا اور آپ کی توثیق سے خواب موجبِ ثبوت مسئلہ بن گیا۔ لیکن توثیق تو بہر حال خواب ہی کی کی گئی جس سے اتنا واضح

ہوگیا کہ مومن کا سچا خواب کسی نہ کسی درجہ میں حجت کی شان ضرور لیے ہوئے ہے۔ ساقط الاعتبار نہیں۔

اب اگر آج بھی کوئی شخص یا چند اشخاص نیم قبر کے بارہ میں کوئی قدر مشترک خواب میں دیکھتے ہیں تو اسے ظن غالب کے طور پر تسلیم کر کے بطور حجت کے تسلیم کیا جائے گا کہ فلاں شخص انشاء اللہ ضرور نعمتوں میں ہے اور مقبول ہے۔ جیسا کہ اس قسم کے خوابوں کے متعدد واقعات عرض کیے گئے اور ان سے برزخی نعمتوں یا مصیبتوں کے جو وقائع خوابوں کے سامنے آئے ان کی تکذیب نہیں کی جا سکے گی۔

اس لیے جناب نے جو تین چار واقعات مرحومین کی برزخی راحتوں کے نقل فرمائے ہیں وہ بلا شبہ قابل قبول ہیں۔ بلحاظ استدلال شرعی بھی بلحاظ رویائے صادقہ بھی اور بلحاظ تجربات و مشاہدات بھی۔

مومن و کافر کی کیفیت نزع کا فرق

مثلاً جناب کی والدہ مرحومہ نے اپنی کسی خاص عزیزہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ نزع کے وقت کیا گذری جس پر عزیزہ نے تکلیف اور سختی کی نفی کی اور کہا کہ تکلیف کافر کو ہوتی ہوگی۔ تو بلاشبہ یہ سچا خواب ہے۔ حدیث میں صراحتًا ارشاد ہے کہ جب مومن کی روح کو خطاب کر کے ملائکہ کہتے ہیں۔

اخرجی ایتھا النفس	اے نفس پاک نکل آ کہ تیرا
الطیب ترکنت فی	بدن بھی (تیرے نیک عملوں کی
الجسد الطیب اخرجی	وجہ سے پاک تھا نکل آ۔ باغ و

الی روح و ریحان و ہمارا اور راحتوں کی طرف اور
رب غیر غضبان۔ اس رب کی طرف جو تجھ پر غضبناک
نہیں ہے۔

اور بہشت بریں کے اکفان اور حنوط (خوشبوئیں) دکھاتے ہیں تو
وہ اس طرح شوق و ذوق اور امنگ و ...... روانی کے ساتھ نکلنے کے
لیے بیتی ہے جیسے مشک الٹی کر کے منہ کھول دیا جائے اور سارا پانی کا ایک
ایک قطرہ بہہ کر آناً فاناً نکل جائے یعنی شدتِ شوق میں اسے نزع کی
کسی تکلیف کا پورا احساس نہیں ہوتا۔

بخلاف کافر کے کہ اس کی روح بدن کے ایک ایک روئیں کی پناہ
لیتی ہے اور اسے زبردستی کھینچا جاتا ہے تو وہ سختی و شدت کے ساتھ
اس طرح نکالی جاتی ہے جیسے بھیگی ہوئی روئی میں کانٹوں دار تار پیوست
کر کے اسے کھینچا جائے کہ روئی کے ریشے بھی ساتھ کھنچ آئیں۔ العیاذ
باللہ۔

تو عزیزہ نے سچ کہا کہ تکلیف کافر کو ہوتی ہو گی۔ یہ مقولہ کس قدر
مطابق حدیثِ نبوی ہے اور کیوں نہ اس کی تصدیق کی جائے۔

خروجِ روح کی حدیثی تعبیرات کی واقعاتی تطبیق!

یا اسی طرح حسب تحریر گرامی جس
خادمہ کا مرض دق میں انتقال ہو
رہا تھا اور اس نے نزع کے وقت دیکھا کہ یہ جو چاندی کی ڈور
یہاں سے آسمان کو گئی ہے جس وقت یہ کٹ جائے گی اسی دم روح نکل

جائے گی، تو یہ حقیقت ہے کہ یہ اسی روح کی شعاع تھی۔
حدیث میں ہے کہ جب روح نکلتی ہے تو مثلِ شعاعِ آفتاب ہوتی ہے اور اس میں سے مشک کی خوشبو سے بھی بہتر پھوٹتی ہے، اس لیے اس خادمہ کو اپنی ہی روح کا تار شعاع بصورتِ زنجیر نظر پڑا۔ اور جب وہ زنجیر کٹ گئی تو روح نکل گئی۔ کیونکہ روح نکلتے ہی اس کی زنجیر شعاع بھی نکل گئی اور اب وہ اپنی شعاعوں کے ساتھ ملک الموت کے ہاتھ میں ہوتی ہے جیسے وہ جنتی کفنوں میں لپیٹ لیتے ہیں اس ... وہ شعاعی صورت کھلی نہیں رہتی بلکہ ان کفنوں میں سمٹ آتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کیفیت حدیثِ نبوی کی عین تصدیق ہے اس لیے واجب التصدیق ہے۔

یا جیسے کہ تحریر فرمایا گیا کہ اسی ہفتہ آپ کی اہلیہ مرحومہ کو ایک لڑکی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ امی کیا نزع کے وقت دم گھٹتا ہے؟ تو کہا کہ نہیں یوں ہی ذرا سا محسوس ہوتا ہے اور سر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ بس یوں معلوم ہوتا ہے کہ گرہ کھل گئی اور روح زن زن روانہ ہو گئی۔ سبحان اللہ!

حدیث نبوی میں ہے کہ روح جب نزع کے وقت تمام بدن سے کھنچتی ہے تو مومن کو کچھ نہیں محسوس ہوتا۔ اسی لیے بعض لوگ عین نزع کے وقت باہوش اور بشاش نظر آتے ہیں۔ البتہ جب حلقوم میں آتی ہے تو احساس ہوتا ہے اور وہ بھی تحیر کے ساتھ کہ یہ کہاں جا رہی

ہے یا ئیں کہاں جارہا ہوں اور اسی لیے اس کے نکلتے وقت نگاہ اوپر ہی کو اٹھی رہ جاتی ہے اور آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔ گویا تحیر کے ساتھ آنکھیں اوپر کو دیکھتی رہ جاتی ہیں اس لیے بعد موت تغمیض عین (آنکھ بند کر دیئے جانے کا) شریعت نے حکم دیا ہے اس لیے مرحوم کا یہ کہنا کہ پس ذرا محسوس ہوتا ہے یہ حلقوم سے نکلنے کی وہی سچی کیفیت ہے جو حدیث میں ارشاد فرمائی گئی ہے۔ اور گرہ کھل گئی۔ یہ سر سے نکلنے کی کیفیت ہے کہ وہی وقت قبض روح کا ہوتا ہے اور اسی آن روح زن زن روانہ ہو جاتی ہے اور ملک الموت اسے قبضا لیتے ہیں پس عام بدن سے ملائکہ علیہم السلام روح کھینچتے ہیں جسے نزع کہا جاتا ہے اور حلقوم تک آتی ہے تو یہی ملک الموت کے آنے کا وقت ہوتا ہے جو سر کی طرف بالین پر بیٹھ کر روح کو نہایت شفقت سے خطاب کرتے ہیں:

اخرجي ايتها النفس الطيبة اخرجي الى رحمة الله:

یہی آخری سانس کا وقت مومن کے لیے قدرے احساس کا ہوتا ہے اسی کو قبضِ روح کہا جاتا ہے تو مرحومہ نے جو کچھ گزرا ہوا خواب میں بتلایا یہی صاحبِ شریعت نے ارشاد فرمایا ہے تو کیسے اس خواب کی تصدیق نہ کی جائے۔ اور جب کہ مرحومہ کو کئی عزیزوں نے اچھی حالت میں دیکھا تو یہ تواطوء منام ہے اس لیے جیسے تواطوء روایت

کی تکذیب نہیں کی جاسکتی ایسے ہی تواطو، رویت کی تکذیب بھی ممکن نہیں ہے۔

طریق رابع
عبرت واعتبار

(۴) پھر اسی طرح اپنا برزخی مقام عبرت واعتبار کی رو سے بھی معلوم کیا جاسکتا ہے جیسے مثلاً انہی واقعات منام کو لے لیجیے اور مرحومہ کے اچھے احوال سامنے رکھ کر اس برزخی جزا کو ان پر منطبق کیجیے تو نتیجہ نکلے گا کہ ان اعمال نے ان احوال تک انہیں پہنچایا۔ اس لیے بلحاظ اعتبار آدمی کہہ سکتا ہے کہ جب مجھے بھی ان ہی اعمال کی توفیق ہو رہی ہے تو حق تعالیٰ کے فضل سے مجھے بھی امید رکھنی چاہیے کہ میرا برزخی مقام بھی ایسا ہی ہوگا جیسا کہ مرحومہ کا ہے۔

طریق خامس
عیان وشہود

(۵) پانچواں طریق اطلاع عیون وشہود ہے یعنی حواس خمسہ کے ذریعہ برزخ کی حالت محسوس کرادی جائے خواہ وہ آنکھ سے دیکھ کر یا کانوں سے مردوں کی آوازیں سن کر اور من اللہ کسی کو عبرت دلا دینے کے لیے یہ مشاہدہ کرادیا جائے۔

برزخی کیفیات ومقامات کا حسی وعینی ادراک۔

جیسے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ مکہ مدینہ کے درمیان ایک مقبرہ سے گزرے تو ایک کریہ المنظر شخص کو دیکھا کہ وہ قبر سے باہر ہے۔ اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اور گلے میں آتشیں زنجیر پڑی ہوئی ہے جسے وہ کھینچ رہا ہے۔ اس نے چلا کر کہا یا عبداللہ الغیع اسلے

عبداللہ پانی چھڑک دیجئے) کہ معاً ایک دوسرا شخص سامنے آیا کہ اے عبداللہ ہرگز پانی نہ چھڑکنا اور پھر اس آتشیں زنجیر نے اسے زمین میں جذب کر لیا۔ یہ کفار کے مقام برزخی کا عینی مشاہدہ تھا۔

سماعی ادراک یا جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ایک قبر پر خیمہ لگایا اور اسے پتہ نہ تھا کہ یہ قبر ہے تو اس میں سے سورۃ ملک پڑھنے کی آواز آئی جس پر حضور نے اس سورۃ کے بارہ میں فرمایا ھی العاتقۃ ھی المنجیۃ یہ عذاب برزخ کو رد کرنے والی اور نجات دینے والی ہے تو یہاں میت کی آواز کانوں سے سنی گئی۔

عیانی ادراک سلف میں سے ایک شخص نے ایک قبر کو دیکھا کہ وہ آگ کا شعلہ بنی ہوئی ہے اور شیشہ کی مانند ہے کہ اندر کی ساری آگ نظر آرہی ہے جس کے بیچ میں میت پھنسی ہوئی ہے۔ العیاذ باللہ۔ شہر بن تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ ایک مکاس (محصل چنگی) کی قبر ہے جو آج ہی مرا ہے۔ اس سے معذبین کا ایک برزخی مقام عیاناً واضح ہوا۔

عالم برزخ کے سرمایہ عبرت کے عجیب واقعات بروایت ابن قیم شعبی نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ میں بدر کے مقام سے گزرا تو میں نے (قلیب بدر) میں دیکھا کہ ایک شخص زمین سے نکلتا ہے کہ نکل بھاگے تو جب ہی ایک دوسرا شخص اسے گرز سے مارتا ہے جس سے وہ زمین میں اتر جاتا ہے، پھر نکلنا چاہتا ہے تو پھر یہی ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ ابوجہل ہے جو قیامت

تک اسی عذاب میں مبتلا رہے گا۔ جس سے اہل جہنم کا ایک برزخی مقام عیاناً ثابت ہوا۔

سفیان کہتے ہیں بروایت داؤد بن شاپور کہ ابو قزعہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک قبر کے اندر سے گدھے کی آواز سنائی دی، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اس میت کی ماں اس سے بولنا چاہتی تو یہ اسے کہا کرتا تھا کہ ہاں گدھے کی طرح تو بھی آواز نکال لے۔ جب سے یہ مرا ہے تو اس کی قبر سے گدھے ہی کی آواز آتی ہے۔

عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ وہ اپنی بہن کو دفن کرنے کے لیے قبر میں اُترے مگر نکلتے وقت ان کی کوئی قیمتی متاع قبر میں رہ گئی جس کی وجہ سے انہوں نے اپنے ایک ساتھی کی معاونت سے قبر کھولی اور پونجی مل گئی۔ اسے لیتے وقت ساتھی سے کہا کہ ذرا ٹھہر و میں دیکھوں کہ بہن کس حال میں ہے؟ تو لحد کا ایک حصہ کھولا تو قبر آگ سے مشتعل ہے اسی وقت لحد اور قبر بند کر دی۔ اور آکر ماں سے پوچھا کہ عمل میں اس بہن کا کیا حال تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ نماز بھی تاخیر سے پڑھتی تھی اور گمان یہ ہے کہ اکثر بے وضو بھی پڑھ لیا کرتی تھی اور پڑوسیوں کے گھروں کے دروازوں میں جا کر گھر والوں کی باتیں چوری چھپے نکال لانے کی عادی تھی۔ اس سے بے نماز اور غیروں کے رازوں کے تجسس کرنے والوں کا برزخی مقام عیاناً معلوم ہوا۔

مزید ابن حوشب کہتے ہیں کہ میں یوسف بن عمرو کے پاس

بیٹھا تھا اور ایک شخص ان کے پہلو میں تھا جس کے چہرے کا ایک حصہ سپاٹ ایک لوہے کی پلیٹ کی طرح تھا۔ یوسف ابن عمرو نے اس شخص سے فرمایا کہ اپنا واقعہ مرشد سے بھی بیان کرو تو اس نے بیان کیا کہ میں جوانی کے زمانہ میں فحش باتوں میں مبتلا رہتا تھا کہ طاعون کی وبا پھیلی، لوگ مرنے اور دفن ہونے لگے تو میں نے ایک شخص کی قبر کھودی اور خود ایک دوسری قبر پہ چڑھ کر بیٹھ گیا۔ تو دیکھا کہ ایک جنازہ آیا اور اسے اس قبر میں دفن کر دیا گیا۔ جب مٹی برابر کر دی گئی تو میں نے دیکھا کہ اونٹ کی برابر دو پرندے سفید رنگ کے مغرب کی طرف سے اڑتے ہوئے آئے۔ ایک اس میت کے سر کی طرف آگیا اور ایک پیروں کی طرف۔ پھر ایک قبر میں اترا اور ایک باہر قبر کے منہ پر کھڑا رہا تو میں اس واقعہ کو دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھا اور اس قبر کے کنارے آ کھڑا ہوا کہ یہ دو پرندے کیسے ہیں اور کیا کرتے ہیں۔ تو میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ وہ پرندہ کہہ رہا ہے کہ کیا تو وہی نہیں ہے جو سسرالی رشتہ داروں سے ملنے کے لیے دو قیمتی کپڑوں میں بڑی اتراہٹ اور نخوت کے ساتھ چل کر جایا کرتا تھا تو میت نے کہا کہ میں تو بہت کمزور آدمی ہوں اس پہ پرندہ نے اس پہ نہایت زور کی ضرب لگائی جس سے قبر میں ایک دم پانی اور تیل بھر گیا۔ تھوڑی دیر میں جب قبر اصلی حالت پر آئی تو پرندہ نے پھر وہی بات کہہ کر پھر ضرب لگائی اور قبر کا وہی حال ہو گیا کہ اس میں پانی اور تیل بھر گیا۔ یہاں تک کہ تین بار ایسی ہی ضربیں پڑتی رہیں۔ اس سے فارغ ہو کر پرندوں نے سر

اٹھا کر میری طرف دیکھا اور (نمالباً دوسرے پرندے) کہا کہ دیکھ وہ کہاں بیٹھا ہوا ہے؟ اور اس نے ایک طمانچہ کی ضرب میرے چہرے پر لگائی جس سے میرے چہرے کی ایک جانب کے سارے خدوخال مٹ کر چہرہ کا یہ حصہ سپاٹ ہو کر لوہے جیسا ہو گیا اور میں اسی وقت سے اسی حالت میں ہوں۔

اس سے جہاں معذبین کے ایک برزخی مقام کا اندازہ ہوا وہیں یہ بھی ثابت ہوا کہ بعض دفعہ اس برزخی مقام کے آثار دنیا تک بھی آجاتے ہیں۔ اور عبرت دلانے کے طور پر زندوں کو بھی عذاب قبر دکھلا کر اس عذاب کا کچھ مزہ زندوں کو بھی چکھا دیا جاتا ہے۔

ابواسحٰق فزاری کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک شخص نے ذکر کیا کہ میں قبریں کھودا کرتا تھا تو میں نے بہت سے مردوں کو دیکھا کہ ان کے چہرے قبلہ سے پھرے ہوئے ہیں۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ یہ اس کی علامت ہے کہ ان کی موت غیر سنت پہ واقع ہوئی۔ یا وہ کبائر پر مُصر تھے۔

ابن ابی الدنیا نے روایت نقل کی ہے کہ ایک قبر کھودنے والے سے پوچھا گیا کہ تو نے قبر کنی کے سلسلہ میں کوئی عجیب بات بھی دیکھی؟ اس نے کہا کہ میں نے ایک شخص کی قبر کھولی تو میں نے دیکھا کہ اس شخص کے سارے بدن میں کیلیں ٹھکی ہوئی ہیں اور سر میں ایک بہت بڑی میخ ٹھکی ہوئی ہے اور ایک میت کی کھوپڑی دیکھی کہ اس میں سیسہ بھرا ہوا ہے۔ ان واقعات کی وجہ سے مجھے توبہ نصیب ہوئی۔

عبدالحمید بن محمود کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ذوالصفاح کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے کفن دفن کا بندوبست کیا۔ لحد جب بند کرنے لگے تو دیکھا کہ ایک عظیم الجثہ سیاہ سانپ قبر میں ہے جس نے پوری لحد کو اپنے جثہ سے بھر دیا ہے تو ہم نے ڈر کر دوسری کھود دی تو وہاں بھی وہی سانپ موجود ہے، تیسری کھود دی تو وہاں بھی اسی سانپ کو موجود پایا۔ آخر ابن عباس نے فرمایا کہ یہ میت معلوم ہوتا ہے کہ مال غنیمت میں چوری کیا کرتا تھا۔ اس کے لیے محنت مت اٹھاؤ۔ تم ساری زمین میں جہاں بھی قبر کھودو گے اس سانپ کو موجود پاؤ گے۔ لہذا انہی میں سے کسی قبر میں دفن کر دو۔

یہ واقعات برزخی مقامات کے عیاناً مشاہدہ پر حجت ہیں۔

بہر حال یہ اور اسی قسم کے ہزاروں ثابت شدہ واقعات اس کے شاہد عدل ہیں کہ برزخی مقامات کبھی کبھی عیاناً بھی لوگوں کو دکھا دیئے جاتے ہیں تاکہ دنیا ان سے عبرت کا سبق لے۔ اسی قسم کے کئی واقعات میں نے خود اپنے بزرگوں سے اس دور کے بھی سنے ہیں کہ عذابِ قبر اور برزخی مقام لوگوں کے احوال آنکھوں سے دیکھنے میں آئیں!

برزخی مقامات میں تبدیلی

روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ یہ برزخی مقامات دنیا والوں کی دعا و ایصال ثواب سے تبدیل بھی ہوتے رہتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے عبداللہ بن نافع سے روایت کیا ہے کہ اہل مدینہ

میں سے ایک شخص کا انتقال ہوا تو ایک شخص نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ عذاب نار میں مبتلا ہے مفتہ عشرہ کے بعد دیکھا کہ وہ اہل نعیم میں سے ہے تو میں نے کہا کہ کیا تو اہلِ جحیم میں سے نہیں تھا؟ کہا ہاں تھا مگر ہمارے پاس ایک مرد صالح دفن ہوا اسے چالیس آدمیوں کے بارہ میں شفاعت کی اجازت دی گئی جن میں سے ایک میں بھی ہوں۔ اس طرح مجھے نار سے نجات مل گئی۔

ابن ابی الدنیا ہی یہ بھی ایک روایت کرتے ہیں کہ احمد بن یحییٰ کے ایک رفیق کے بھائی کا انتقال ہوا تو احمد بن یحییٰ نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا گزری؟ تو اس نے کہا کہ ایک آنے والا میری طرف آگ کا شعلہ لے کر بڑھا قریب تھا کہ مجھے بھسم کردے کہ اچانک ایک بھائی نے دعاءِ مغفرت کی تو میں بچ گیا۔ اگر یہ دعاء نہ ہوتی تو اس شعلہ برادر نے مجھے مار ڈالا، وغیرہ جس سے معلوم ہوا کہ دنیا والوں کی سعی و ہمت دعا و ایصالِ ثواب سے برزخی مقامات مصیبت سے راحت کی طرف تبدیل بھی ہو جاتے ہیں۔

بہر حال برزخی مقامات کی معلومات کرنے کے لیے جس میں اپنا برزخی مقام بھی شامل ہی پانچ طریقے ہیں۔

تتمہ

عذابِ قبر میں پھنسانے والے اعمال!

اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ عذابِ قبر غضب خداوندی کے آثار میں سے ہے۔ حق تعالیٰ اس روح کو عذاب قبر نہیں دیں گے جس نے اللہ کی معرفت حاصل کی اس سے محبت کی، اس کے احکام کی پابندی کی اور اس کے ممانعت کردہ امور سے بچاؤ رکھا۔ اور نہ اس کے بدن کو عذابِ قبر میں مبتلا کیا جاوے گا جس میں اس پاک روح نے عمرِ دنیا گزاری۔

عذاب قبر کی مستحق وہی روح اور وہی بدن ہوگا جس نے دنیا میں حق تعالیٰ کو غضبناک کیا اس سے جاہل رہنے پر قناعت کی اور توبہ بھی نہ کی اور اسی حالت میں موت آگئی۔ تو جو بھی جس حد تک ان نافرمانیوں کے سبب غضبِ الٰہی کا شکار رہے گا اسی حد تک عذابِ قبر میں مبتلا ہوگا۔

یہ نافرمانیاں کچھ قلب کی ہیں کچھ زبان کی ہیں، کچھ منہ، آنکھ، ناک، کان کی ہیں، کچھ ہاتھ، پیر اور بدن کی ہیں اور کچھ شرمگاہ کی ہیں۔

قلب کی معصیتیں، ان کے مفاسد اور ان سے تحفظ کا منسوص طریق!

قلب کے معاصی میں سے وہ ارادی اور اختیاری وسوسے اور ایسے خیالات پکاتے رہنا ہے جن سے

لوگوں میں فتنہ اُبھرے، وہ مبتلائے نزاع و جدال بن جائیں اور لوگوں کی بندھی ہوئی مٹھی کھل جائے اور ان میں اختلاف اور گروہ بندی قائم ہو جائے جس سے ایک دنیا فتنہ و فساد کا مرکز بن جائے۔

اس سے بچنے کے لیے حدیثِ نبویؐ میں یہ دعاء ارشاد فرمائی گئی ہے:

اعوذ باللّٰہ من وساوس الصدور وشتات الامر و فتنۃ القبر	اے اللہ میں سینہ کے وساوس سے پناہ مانگتا ہوں اور امرِ دینی کی پراگندگی اور انتشار سے پناہ چاہتا ہوں اور قبر کے فتنہ سے پناہ کا طلبگار ہوں

غلط خیالات پکاتے رہنے سے دل جمعی باطل ہو جاتی ہے۔ دل میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے جس سے پراگندہ خاطر انسان کے عمل اور افعال میں انتشار اور پراگندگی پیدا ہو جاتی ہے وہ ہر وقت نفسانی خیالات سے ڈانواں ڈول اور مذبذب رہتا ہے اور اسے اس کے سوا کچھ نہیں سوجھتا کہ اپنے فاسد تخیلات سے لوگوں کے معاملات میں ٹانگ اڑاتا رہے انہیں پراگندہ خاطر اور پریشان بناتا رہے جس سے اس کا اور اس کے زیر اثر لوگوں کا دین پراگندہ اور وسوسوں کا شکار ہو جاتا ہے اور ان کے دلوں کا کوئی مرکزِ حقیقی باقی نہیں رہتا جو حق اور حق کی بھیجی ہوئی حقانی ہدایت کے سوا دوسرا نہیں اس لیے وہ رات دن

باطل اور بے حقیقت بے بنیاد امور میں لگ کر اپنا اور اپنے ساتھیوں کا دین برباد کرلیتا ہے اور پھر یہی دین وعمل کا انتشار رُوح کے انتشار کا سبب بنتا ہے اور جب یہ پراگندہ خاطر روح قبر میں اسی انتشار کو لے کر پہنچے گی جس میں جمعیت خاطر اور یکسوئی نہ ہوگی تو اس سے برزخ اور قبر میں بھی انتشار رونما ہوگا جو اسے ہمہ وقت بے چین اور بے سکون رکھے گا اور قبر کے فتنوں اور عذابوں کا ذریعہ بنتا رہے گا۔

دنیا میں یہ فتنے اعمال کی صورت میں ظاہر ہوکر دنیا خراب کرتے ہیں اور برزخ میں بھی فتنے مختلف ڈراؤنی شکلوں میں نمایاں ہوکر برزخی زندگی کی خوش حالی کو ضائع کردیتے ہیں جس سے واضح ہے کہ سینہ کا وسواسی انتشار سینہ سے باہر دنیا کے انتشار کا سبب ہے اور دنیوی زندگی کا انتشار برزخی زندگی کے انتشار کا سبب ہے۔ اس لیے اس حدیث پاک میں یہ تینوں چیزیں وسوسۂ صدر، پراگندگیٔ امر اور فتنۂ قبر مرتب طریق پر ترتیب کے ساتھ ذکر فرمائی گئی ہیں جن میں ہر پہلی چیز دوسری چیز کا سبب ہے۔

زبان کی معصیتیں اور ان سے تحفظ کا طریق!

زبان کے گناہوں میں جو چیزیں بنص حدیث نبوی عذاب قبر کا سبب بنتی ہیں وہ چغل خوری، جھوٹ، جھوٹی گواہی، بہتان بندی، پس پشت پاکبازوں پر تہمتیں اٹھانا، زبان بندی کی تیزی اور بدلگامی سے فتنے کھڑے کرنا،

خلاف سنّت طریقوں کی طرف بلانا، کلام میں بے احتیاطی اور بے پرواہی سے رطب ویابس بولتے رہنا وغیرہ ہیں۔

چنانچہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبروں کے مردوں کو عذاب میں مبتلا دیکھا اور فرمایا کہ انہیں عذاب دیا جا رہا ہے۔ ایک چغل خوری کیا کرتا تھا (جس سے لوگوں میں عداوتیں پھیلتی تھیں)

اور حدیث شعبہ میں بجائے چغل خور کے یہ ہے کہ ان میں سے ایک غیبت کیا کرتا تھا، جس سے لوگوں میں بیزاری اور جذبہ عناد پیدا ہوتا ہے اور یہ دونوں زبان ہی کے گناہ ہیں۔

دوسرے شخص کے بارہ میں فرمایا گیا کہ وہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا (جو وسوسے پیدا کرتی ہیں اور طہارت ناقص رہ جاتی ہے) اور ظاہر ہے کہ ناقص طہارت سے (یعنی پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنا) نماز بلا طہارت کے رہ جاتی ہے جو پورے بدن کا گناہ ہوا۔

نیز عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اسی مضمون میں گزر چکی ہے کہ ایک شخص کو قبر میں کوڑوں سے مارا جا رہا تھا کہ ہر کوڑے کی ضرب سے اس کی قبر آگ سے بھر جاتی تھی۔ وہ بلا طہارت کے نماز پڑھنے والوں میں سے تھا۔

ایسے ہی لوگوں کا مال ناحق اڑانے والوں کے لیے بھی عذاب قبر

کی خبر دی گئی یہی صورت زنا اور لوطی کی بھی ہے جو شرمگاہ کے گناہ ہیں ۔ ناجائز مال رشوت ، سود بٹہ ، چوری ، ڈکیتی وغیرہ کی کمائی پر بھی عذاب قبر کا ثمرہ مرتب ہونا بتلایا گیا ہے ۔

اسی طرح مسلمانوں کو زبان یا ہاتھ سے ایذا پہنچانے کا ثمرہ بھی عذاب قبر بتلایا گیا ہے ۔ اسی طرح لوگوں کے ڈھکے چھپے معاملات کی ٹوہ لگانے اور انہیں رسوا کرنے کی سعی کا ثمرہ بھی یہی عذاب قبر فرمایا گیا ہے ۔

اسی طرح ملحد اور کلمات ، خداوندی اور نبی کی سنتوں پر اپنی رائے اپنے ذوق اور اپنی سیاست کو مقدم رکھنے والوں کے لیے بھی عذاب قبر کی دھمکی آئی ہے ۔ یہی صورت گانے بجانے والوں اور گانا بجانا سننے والوں کے لیے بھی ارشاد ہوئی ہے ۔

یہی صورت ان لوگوں کے لیے بھی فرمائی گئی ہے جن کو اگر کسی بیجا حرکت پر خدا رسول سے ڈرایا جائے تو پرواہ نہ کریں اور کبھی اس بدی کو نہ چھوڑیں لیکن اگر کسی مخلوق یا حاکم سے ڈرا دیا جائے تو کانپ جائیں اور اس بدی سے باز آجائیں وغیرہ وغیرہ جیسے امور عذاب قبر کا سبب بنتے ہیں ۔ اعاذنا اللہ منہا ۔

ان سے بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ روزانہ سوتے وقت آدمی چند منٹ بیٹھ کر یہ سوچ لیا کرے کہ اس نے آج دن میں ان باتوں میں سے کون کون سی حرکت کی ہے اور سچے دل سے توبہ کر لیا کرے ۔ توبہ کے بعد اگر سوتے ہوئے موت واقع ہو جائے گی تو وہ توبہ پر مرے گا ۔ یہ رات

اس کے لیے مبارک ہوگی اور عذاب قبر سے محفوظ رہیگا۔ اور اگر زندہ رہا تو اس توبہ کی برکت سے وہ آنے والے دن میں نیکی کا استقبال کنندہ ثابت ہوگا اور روزانہ یہ سلسلہ جاری رہا تو زندگی ان معاصی سے انشاء اللہ پاک ہو جائے گی اور عذاب قبر کا خطرہ نہیں رہے گا۔

وہ اعمال جو عذاب قبر سے نجات کا ذریعہ ہیں

ان ذکر کردہ اعمالِ قبیحہ کے مقابلہ میں شریعت نے ان اعمال کی نشاندہی بھی فرمائی ہے جو عذاب قبر سے نجات دلانے والے ہیں۔

ذکر اللہ میں مشغول رہ کر سونا، خواہ کوئی بھی اللہ کا نام ہو عذاب قبر سے امان ہے۔ سورۂ ملک کی سوتے وقت تلاوت کو قبر کے لیے روشنی اور چاند نا فرمایا گیا ہے جس سے ظلمتِ قبر رفع ہوتی ہے۔ اس سورۂ پاک کو منجیہ یعنی عذاب قبر سے نجات دینے والی فرمایا گیا ہے۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا کہ میں تجھے ایک تحفہ دیتا ہوں جس سے تجھے فرحت اور خوشی حاصل ہوگی اور وہ سورۃ تبارک الذی ہے اسے خود بھی یاد، اپنے اہل وعیال کو بھی یاد کرا۔ اور گھر کے بچوں اور پڑوسیوں کو بھی حفظ کرا دے کہ یہ عذاب قبر سے نجات دلانے والی سورت ہے اور قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے لیے حق تعالیٰ سے جھگڑے گی اور عذاب نار سے بھی بچا لے جائے گی۔ نبی کریم صلی اللہ نے فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ یہ سورت ہر انسان کے دل میں محفوظ ہو۔ اسی طرح ایک طویل حدیث گذر چکی ہے جس میں مختلف اعمال کا تذکرہ گذر

چکا ہے کہ انہوں نے قبر کے مختلف قسم کے عذابوں میں پھنسے ہوئے لوگوں کو عذاب سے بچالیا۔

اسی طرح سورۂ الٓم السجدہ کی تلاوت کو بھی جو سوتے وقت کی جائے عذاب قبر سے نجات دہندہ فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ دجال کے فتنہ کے وقت لوگ کثرت سے عذاب قبر میں مبتلا ہوں گے۔ اور فتنۂ دجال سے بچاؤ کے لیے جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کو بطور علاج کے ذکر فرمایا گیا ہے۔ اس کا طبعی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سورۂ کہف کی تلاوت عذاب قبر سے بچانے والی ہے

بہر حال نیند اور موت دونوں کو بھائی کہا گیا ہے اس لیے سوتے وقت کے اعمال خیر موت و مابعد الموت کے وقت بھی خیر ثابت ہوں گے اور ذریعۂ نجات بنیں گے۔ اس لیے سونے کے وقت کی دعائیں جو سنت سے ثابت ہیں اور علماء نے انہیں یکجا کر کے شائع بھی کر دیا ہے۔ ہر مسلم گھرانے میں رائج رہنی چاہئیں۔ جو انشاء اللہ دنیا اور آخرت دونوں کو نور و برکت اور فرحت و مسرت سے بھر دیں گے

حق تعالیٰ ہم سب غلامان نبوی اور پیروان سنت مصطفوی کو اپنے غضب و قہر اور عذاب نار و عذاب قبر سے محفوظ رکھے اور سب کو حسن خاتمہ کی نعمت سے نوازے اور قبر و حشر کی پر از نعمت زندگی نصیب فرمادے، آمین یارب العلمین۔

برزخی مقام کی قطعی تعیین تکمیل اعمال یعنی موت کے بعد ہی ہوتی ہے | استدلال شرعی (مع اپنی تین قسموں کشفی اور برزخی کے)

کشف قبور جس کا طریقہ مراقبہ ہے مناماتِ صادقہ، عبرت و اعتبار اور عیان و مشاہدہ سے کشفِ مقاماتِ برزخ کا نام نکل سکتا ہے اس میں ایک بات ذہن میں اور آتی ہے اور وہ یہ کہ زندہ انسان کا برزخی مقام علم الٰہی میں تو طے شدہ اور معیّن ہے جو بطون حق میں صورِ علمیہ کی شکل میں موجود ہے لیکن خارج میں اور بالفاظ دیگر برزخ میں زندہ کے انتقال سے پہلے یہ پورا مقام متشخص نہیں ہو سکتا کیونکہ برزخی مقامات کا تعلق اعمال دنیا سے ہے اور وہ موت سے پہلے مکمل اور مختتم نہیں ہوتے۔

اس لیے زندہ کا برزخی مقام بالاجمال تو کشف و منام سے منکشف ہو سکتا ہے لیکن مکمل طور پر سامنے نہیں آسکتا۔ ان طریقوں سے صرف اس کی مجموعی حیثیت و نوعیت منکشف ہو سکتی ہے۔ تشخص کے ساتھ ساری تفصیلات بظاہر نہیں کھل سکتیں۔ واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

یہ چند منتشر اور پراگندہ باتیں ذہن میں سانح ہوئیں جو عرض کی گئیں ان میں طوالت ہو گئی۔ مگر آں محترم نے کرمت نامہ میں "وسیع تبصرہ" کے لفظ سے اس کی گنجائش دے دی تھی۔ تو خیر یہ تبصرہ تو کیا ہوتا وسیع ضرور ہو گیا۔ اور یہ اوراق سیاہ کر دیئے گئے۔ الخطاء منی

والصواب من اللہ ۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ۔

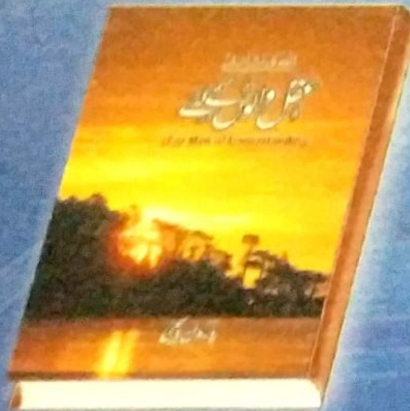
محمد طیب غفرلہ

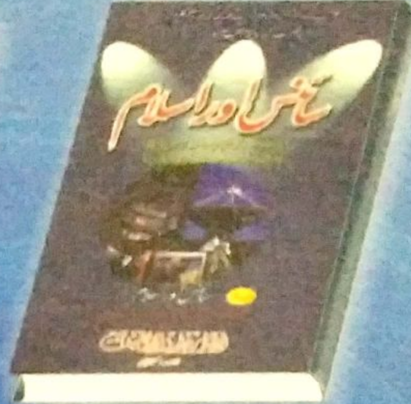
مہتمم دارالعلوم دیوبند

۲۴ صفر ۱۳۸۹ھ

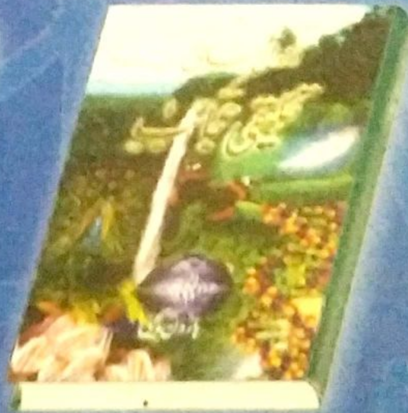


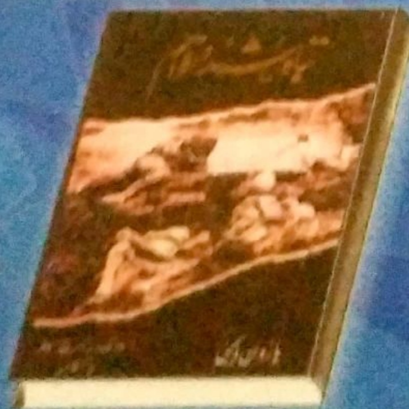
ادارۂ اسلامیات (پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز) کی چند اہم مطبوعات

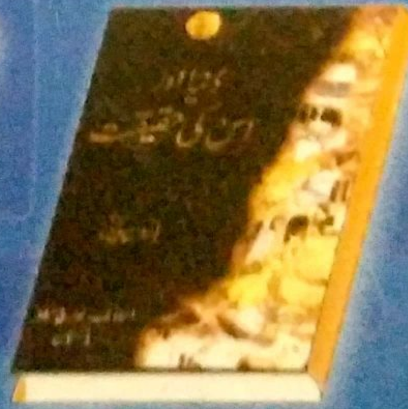












دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور فون37324412 فیکس+92-42-37324786

★ ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان فون37353255-37243991

★ موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی فون32722401

www.idaraeislamiat.com
E-mail: idara.e.islamiat@gmail.com